بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّ اَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 73

شمارہ 36

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈیا
80 ڈالرامریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadr.in

01 ربیع الاوّل 1446 ہجری قمری • 05 رتبوک 1403 ہجری شمسی • 05 ستمبر 2024ء

ارشاد باری تعالیٰ

قُلۡ لِّعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا یُقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَیُنۡفِقُوۡا مِمَّا رَزَقۡنٰہُمۡ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ یَّاۡتِیَ یَوۡمٌ لَّا بَیۡعٌ فِیۡہِ وَلَا خِلٰلٌ ○

(سورہ ابراہیم،آیت 32)

ترجمہ: تُو میرے اُن بندوں سے کہہ دے جو ایمان لائے ہیں کہ وہ نماز قائم کریں اور جو کچھ ہم نے انہیں عطا کیا ہے اس میں سے مخفی طور پر بھی اور اعلانیہ طور بھی خرچ کریں پیشتر اس کے کہ وہ دن آجائے جس میں کوئی خرید وفروخت نہیں ہوگی اور نہ کوئی دوستی (کام آئے گی)

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 30 راگست 2024 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔آمین۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

والدین کی وفات کے بعد ان کے لئے نیکی بجالانے کے طریق

❁ حضرت ابواُسَید الساعدیؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ بنی سلمہ کا ایک شخص حاضر ہوا اور پوچھنے لگا کہ یا رسول اللہ والدین کی وفات کے بعد کوئی ایسی نیکی ہے جو مَیں ان کیلئے کرسکوں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں کیوں نہیں۔تم ان کے لئے دعائیں کرو، ان کے لئے بخشش طلب کرو، انہوں نے جو وعدے کسی سے کر رکھے تھے انہیں پورا کرو ان کے عزیز واقارب سے اسی طرح صلہ رحمی اور حُسنِ سلوک کرو جس طرح وہ اپنی زندگی میں ان کے ساتھ کیا کرتے تھے اور ان کے دوستوں کے ساتھ عزّت واکرام کے ساتھ پیش آؤ۔(ابوداؤد کتاب الادب باب فی برّ الوالدین)

❁ حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جس شخص کی خواہش ہو کہ اس کی عمر لمبی ہو اور رزق میں فروانی ہو تو اس کو چاہئے کہ اپنے والدین سے حُسنِ سلوک کرے (اور اپنے عزیز واقارب کے ساتھ بنا کر رکھے) اور صِلہ رحمی کی عادت ڈالے۔(مسند احمد جلد ۳ صفحہ ۲۶۶)

(بحوالہ حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر 399،400)

ہمیشہ دل غم میں ڈوبتا رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو بھی صحابہ کے انعامات سے بہرہ ور کرے ان میں وہ صدق ووفا، وہ اخلاص اور اطاعت پیدا ہو جو صحابہ میں تھی یہ خدا کے سوا کسی سے ڈرنے والے نہ ہوں، متقی ہوں، کیونکہ خدا کی محبت متقی کے ساتھ ہوتی ہے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود ومہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

صحابہ کرامؓ کا رنگ پیدا کریں

صحابہؓ کرام کی حالت کو دیکھو کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہنے کے لئے کیا کچھ نہ کیا اور جو کچھ انہوں نے کیا اسی طرح پر ہماری جماعت کو لازم ہے کہ وہی رنگ اپنے اندر پیدا کریں۔بدوں اس کے کہ وہ اس اصلی مطلب کو جس کے لئے میں بھیجا گیا ہوں پا نہیں سکتے۔کیا ہماری جماعت کو زیادہ حاجتیں اور ضرورتیں لگی ہوئی ہیں جو صحابہؓ کو نہ تھیں۔کیا تم نہیں دیکھتے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھنے اور آپ کی باتیں سننے کے واسطے کیسے حریص تھے۔

اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو جو مسیح موعود کے ساتھ ہے یہ درجہ عطا فرمایا ہے کہ وہ صحابہ کی جماعت سے ملنے والی ہے۔ وَاٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ (الجمعۃ:۴) مفسروں نے مان لیا ہے کہ یہ مسیح موعود والی جماعت ہے۔اور یہ گویا صحابہ ہی کی جماعت ہوگی اور وہ مسیح موعود کے ساتھ نہیں درحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی ساتھ ہیں کیونکہ مسیح موعود آپ ہی کے ایک جمال میں آئے گا اور تکمیلِ تبلیغ اشاعت کے کام کے لئے مامور ہوگا۔

اس لئے ہمیشہ دل غم میں ڈوبتا رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو بھی صحابہ کے انعامات سے بہرہ ور کرے۔ان میں وہ صدق ووفا، وہ اخلاص اور اطاعت پیدا ہو جو صحابہ میں تھی۔یہ خدا کے سوا کسی سے ڈرنے والے نہ ہوں۔متقی ہوں، کیونکہ خدا کی محبت متقی کے ساتھ ہوتی ہے۔اَنَّ اللّٰہَ مَعَ الۡمُتَّقِیۡنَ (البقرۃ:۱۹۵)‘‘

متقی کے ساتھ چونکہ اللہ تعالیٰ کی معیت ہوتی ہے اس لئے دشمن پر بھی متقی کا رعب ہوتا ہے مگر یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ سچا تقویٰ کبھی حاصل نہیں ہوسکتا جب تک انسان صادقوں اور مردانِ خدا کی صحبت اختیار نہیں کرتا اور خدا تعالیٰ کے فرستادوں کی اطاعت میں ایک فنا اپنے اوپر طاری نہیں کر لیتا۔اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ (التوبۃ:۱۱۹) ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو اور صادقوں کے ساتھ رہو ان کی معیت سے قوت پکڑو۔اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایمان کی پوری حقیقت متقی ہونے کے بعد کھلتی ہے۔اور تقویٰ اللہ کی حقیقت اس وقت تک متحقق نہیں ہوسکتی جب تک ایک فانی مرد کی پاک صحبت میں رہ کر فائدہ نہ اُٹھایا جائے اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ صرف صحبت میں رہنا ہی چنداں مفید اور کارگر نہیں ہوتا بلکہ صادقوں کی صحبت کے اختیار کرنے میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ ان کی اطاعت اختیار کی جائے۔ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 32، ایڈیشن 2018، قادیان)

وہ لوگ جو حقائق سے ناآشنا ہیں وہ بھی اور مسلمانوں میں سے بھی بعض نادان یہ اعتراض کردیا کرتے ہیں کہ اسلام نے یہ قربانی بغیر کسی حکمت کے رکھی ہے کیوں نہ اس روپیہ کے بدلہ میں کالج جاری کئے جائیں اور اس طرح قومی ترقی کے سامان کئے جائیں

قربانی کا فلسفہ اور اس کی حکمت اور قربانی پر اعتراض کا جواب

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ الحج آیت نمبر 37 کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ان قربانیوں کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی ہے جو حج بیت اللہ کے موقعہ پر کی جاتی ہیں اور بتایا ہے کہ یہ قربانیاں شعائر اللہ میں داخل ہیں اور تمہارے لئے ان قربانیوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑی برکت رکھی گئی ہے۔وہ لوگ جو حقائق سے نا آشنا ہیں وہ بھی اور مسلمانوں میں سے بھی بعض نادان یہ اعتراض کردیا کرتے ہیں کہ اسلام نے یہ قربانی بغیر کسی حکمت کے رکھی ہے کیوں نہ اس روپیہ کے بدلہ میں کالج جاری کئے جائیں اور اس طرح قومی ترقی کے سامان کئے جائیں۔فرض کرو حج کے موقعہ پر چالیس ہزار بکرا ذبح ہوتا ہے اور ایک بکرے کی اوسط قیمت پچیس روپے بھی فرض کی جائے تو اس کے معنے یہ ہیں کہ ایک کروڑ پچیس لاکھ روپے کا بکرا ذبح ہو جاتا ہے۔پھر اونٹ وغیرہ بھی ہوتے ہیں ان سب کو ملا کر اندازاً دو کروڑ روپیہ ان قربانیوں پر خرچ ہو جاتا ہے۔پس لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ بجائے اس کے کہ یہ روپیہ قربانیوں پر ضائع کیا جائے کیوں نہ اس کے بدلہ میں عربوں کی تربیت کا انتظام کیا جائے اور مکہ مکرمہ میں کالج اور سکول وغیرہ جاری کر دیئے جائیں۔میں ہمیشہ ان کو یہ جواب دیا کرتا ہوں کہ بعض دفعہ قوم پر ایسے اوقات بھی آیا کرتے ہیں جب اُسے ایسی قربانیاں کرنی پڑتی ہیں جو بظاہر بے فائدہ نظر آتی ہیں۔انہی قربانیوں کی ٹریننگ کیلئے اسلام نے یہ سلسلہ جاری کیا ہے تاکہ ایسے مواقع پر خواہ انہیں کوئی حکمت نظر آئے یا نہ آئے وہ قربانی کرتے چلے جائیں۔مثلاً اگر کسی ملک میں کوئی اکیلا مسلمان ہو اور

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں

اس شمارہ میں

خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور 16 راگست 2024 (مکمل متن)

پیغام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)

مجلس انصار اللہ سوئٹزرلینڈ کی حضور انور سے آن لائن ملاقات

جنازہ حاضر وغائب، وصایا، نظم

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بطرز سوال وجواب

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

جمیل احمد ناصر، پرنٹر وپبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

اللہ تعالیٰ ہمارے مبلغین کو، ہمارے داعیان الی اللہ کو توفیق دے کہ وہ تبلیغ کریں اور لوگوں کے دلوں کو بھی اللہ تعالیٰ کھولے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان لیں اور اسلام کی آغوش میں آجائیں

اسلام احمدیت کے پیغام کو پھیلانے کے لیے خدام الاحمدیہ، لجنہ اماء اللہ، انصار اللہ اور نیشنل جماعت سب کو مل کر کام کرنا ہوگا

میں اس پر بار بار warning دے رہا ہوں کہ، اگر دنیا نے عقل نہ کی، خدا تعالیٰ کی طرف نہ لوٹے تو عذاب آئے گا

اگر مستقل بچنا ہے تو پھر یہی ہے کہ زمانے کے امام کو مانو اور اس زمانے کے آخری نبی آنحضرت ﷺ کو مانو اور ان کی آغوش میں آجاؤ

اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ کب کہا ہے کہ جس کو تم تبلیغ کروگے وہ ضرور مان لے گا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہارا کام ہدایت دینا نہیں تمہارا کام پیغام پہنچانا ہے۔ ہدایت دینا میرا کام ہے، آپ پیغام پہنچائیں اس کے لیے ساتھ دعا بھی کریں

آپس میں زیادہ محبت پیار اور بھائی چارہ پیدا کرو تو پھر جماعت میں اکائی اور unity قائم ہوگی اور اس بھائی چارہ کے بعد جو آپ کوشش کریں گے وہ انفرادی کوششیں نہیں ہوں گی وہ جماعتی کوششیں ہوں گی پھر اللہ تعالیٰ ان میں برکت بھی ڈالے گا

❁❁ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کیساتھ مجلس انصار اللہ سوئٹزرلینڈ کی آن لائن ملاقات اور حضور انور کی زرّیں نصائح ❁❁

امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 13 رنومبر 2022ء کو مجلس انصار اللہ سوئٹزرلینڈ سے آن لائن ملاقات فرمائی۔

حضورِ انور نے اس ملاقات کو اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں قائم ایم ٹی اے سٹوڈیوز سے رونق بخشی جبکہ انصار اللہ سوئٹزرلینڈ نے مسجد بیت النور، ویگولٹنگن (Wigoltingen) سے آن لائن شرکت کی۔

ملاقات کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ جس کے بعد ایسے انصار نے اپنا تعارف کروایا جن کی پہلی مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح سے ملاقات تھی۔ بعد ازاں مختلف انصار کو حضور انور سے سوالات پوچھنے اور راہنمائی حاصل کرنے کا موقع ملا۔

ایک ناصر نے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور انور کے مبارک دَور میں جماعت ساری دنیا میں بہت تیزی سے بڑھ اور پھیل رہی ہے۔ پیارے آقا وہ کون سا خوش نصیب ملک ہوگا جو سب سے پہلے احمدیت کی آغوش میں آئے گا اور وہاں کون سا نظام لاگو کیا جائے گا؟

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جماعت پھیل رہی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کون سا ملک قبول کرے گا۔ ہماری تو خواہش ہے چاہے وہ کوئی چھوٹا سا ملک ہو، قبول کرلے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے مبلغین کو، ہمارے داعیان الی اللہ کو توفیق دے کہ وہ تبلیغ کریں اور لوگوں کے دلوں کو بھی اللہ تعالیٰ کھولے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان لیں اور اسلام کی آغوش میں آجائیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے آجائیں۔ لیکن یہ تو بہرحال مَیں نہیں جانتا کہ کون سا ملک پہلے ہوگا اور کیا ہوگا۔ غیب کا علم تو اللہ تعالیٰ کو ہے۔ جو دنیاوی نظام ہیں وہ اسی طرح چلتے رہیں گے۔ خلافت نے کوئی بادشاہت تو نہیں چلانی نہ وہ نظام چلنا ہے جو خلفائے راشدین کے زمانے میں چلتا تھا۔ خلافت علیحدہ رہنی ہے۔ اسی کی طرف قرآن شریف میں بھی ہمیں اشارہ ملتا ہے کہ یہ نظام چلتے رہیں گے۔ جہاں اللہ تعالیٰ سورۃ الحجرات میں فرماتا ہے کہ جب دو مسلمان قومیں لڑ پڑیں تو تم ان میں صلح کرا دو اور صلح کرانے والی حکومتیں ان کے درمیان انصاف سے صلح کرائیں اور جب صلح قائم ہوجائے تو پھر کسی قسم کے بدلے نہیں لینے، نا انصافی نہیں کرنی۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ مسلمان حکومتیں ہوں گی اور بہت ساری ہوں گی اور اس میں ہر ایک کا اپنا نظام، اسلامی نظام کے تحت، چل رہا ہوگا۔ اور جہاں شرعی فیصلے کرنے ہوں گے، جہاں اطاعت کا تعلق ہوگا، جہاں روحانیت کی باتیں ہوں گی وہ خلیفہ وقت سے مشورے لیا کریں گے۔

ایک ناصر نے عرض کیا کہ حضور انور سے گذشتہ ملاقات میں انصار اللہ کو یہ ٹارگٹ دیا تھا کہ سوئٹزرلینڈ کی پچاس فیصد آبادی تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچائیں۔ اس ٹارگٹ کے حصول کے لیے پوری کوشش کی جارہی ہے لیکن اس حوالے سے مالی مشکلات کا سامنا ہے۔ مثلاً لٹریچر کی اشاعت کے لیے زیادہ بجٹ درکار ہے۔ کیا انصار اللہ نیشنل جماعت سے مزید لٹریچر کا مطالبہ کرسکتی ہے؟

اس پر حضور انور نے انہیں فرمایا کہ وہ ضرور جماعت سے لٹریچر حاصل کرکے سوئس لوگوں میں تقسیم کرسکتے ہیں۔ اسلام احمدیت کے پیغام کو پھیلانے کے لیے خدام الاحمدیہ، لجنہ اماء اللہ، انصار اللہ اور نیشنل جماعت سب کو مل کر کام کرنا ہوگا۔ اس لیے انصار اللہ نیشنل جماعت سے لٹریچر کے حصول کے لیے مدد مانگ سکتی ہے۔

انصار اللہ جماعت سے معین تعداد میں لٹریچر کی درخواست کرسکتی ہے جسے وہ ایک معین مد میں تقسیم کریں گے۔ لٹریچر ملنے پر اس بات کو یقینی بنائیں کہ وہ تقسیم بھی ہو۔

حضور انور نے فرمایا کہ آپ جماعت سے مدد مانگ سکتے ہیں۔ اس کے لیے باہمی تعاون کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ تقویٰ اور نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔ اللہ کا پیغام پھیلانا تقویٰ کا کام ہے۔ اس لیے آپ ایسا کرسکتے ہیں۔

ایک ناصر نے روس اور یوکرین کے موجودہ حالات کے تناظر میں سوال کیا کہ اس جنگ کا پھیلاؤ مزید ممالک کو کس حد تک اپنی لپیٹ میں لے سکتا ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ جنگ تو شروع ہے۔ یہ ابتدا ہے۔ یہ کہہ دینا کہ روس نے یوکرین کا ایک شہر خالی کردیا تو ہماری فتح ہوگئی یہ درست نہیں۔ اس پہ تو یوکرین کی حکومت نے بھی کہہ دیا کہ اتنی زیادہ خوشیاں نہ مناؤ یہ کوئی فتح نہیں ہوئی۔ یا ہوسکتا ہے یہ بھی روس کی کوئی Strategy ہو کہ اس نے ایک شہر خالی کردیا اور آپ سمجھ رہے ہوں کہ یہ شہر خالی ہوگیا تو دوسرا بھی ہوجائے گا اور روس withdraw کر جائے گا اور جنگ ختم ہوجائے گی۔ یہ تو جنگ کا پھیلاؤ ہے اور بلاک بننے شروع ہوچکے ہیں۔ ایران اور روس کی آپس میں دوستی بڑھ رہی ہے۔ چائنا اور روس کے تعلقات بڑھ رہے ہیں۔ بلاک بن رہے ہیں۔ پھر نارتھ کوریا اور ساؤتھ کوریا کے مسئلے پیدا ہورہے ہیں۔ تائیوان کا مسئلہ پیدا ہورہا ہے۔ دنیا میں جو صورت حال ہے اس سے حالات خراب سے خراب تر ہوتے جارہے ہیں۔ یہ کہہ دینا کہ عارضی طور پر ایک شہر کے خالی ہونے سے شاید جنگ بند ہوجائے گی یا شاید عقل آجائے درست نہیں۔ ان لوگوں کو کوئی عقل نہیں آنی۔

بظاہر شواہد اور حالات یہی لگتے ہیں کہ یہ جنگ کا پھیلاؤ ہونا ہے۔ اس میں کتنے سال لگنے ہیں اللہ بہتر جانتا ہے۔ پہلی دو جنگیں ہوئی ہیں ان میں بھی پہلے دن سے تو بین الاقوامی جنگ شروع نہیں ہوگئی تھی۔ پہلے ایک بلاک بنے۔ پھر وہ ٹوٹے۔ پھر دوسرے بلاک بنے۔ لیکن بلاک بنے اور جنگ جاری رہی۔ جرمنی اور روس کی جنگ عظیم دوم میں پہلے اَور صورت حال تھی پھر بعد میں اَور صورت حال ہوگئی۔ تو اسی طرح اب بھی ہوسکتا ہے۔ اس کے بعد یہ تو ہونا ہے اگر دنیا نے عقل نہ کی۔ اور میں اس پر بار بار warning دے رہا ہوں کہ عقل نہ کی، خدا تعالیٰ کی طرف نہ لوٹے تو عذاب آئے گا۔ قرآن شریف میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ایک اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے، ایک وعید ہے۔ ایک خوف ہے۔ وعید کی باتیں ٹل جاتی ہیں۔ اگر تم لوگ اپنی اصلاح کرلو، خدا کی طرف رجوع کرلو،

انسانی خدمات کے لیے اپنی عقلوں کا صحیح استعمال کرو،اللہ تعالیٰ کے حکموں کو مانو تو پھر ٹھیک ہے تباہی سے بچ جاؤ گے۔لیکن بہر حال پھر بھی ان میں ایک احساس پیدا ہو جائے گا کہ اس وجہ سے ہم بچ گئے تھے۔یونسؑ کی قوم بھی تو آہ و زاری کرنے سے بچ گئی تھی۔تو یہ بھی بچ جائیں گے۔اس وقت پھر جماعت احمدیہ کا کام ہے کہ اپنے تبلیغ کے میدان کو پھیلائے،مزید وسیع کرے اور ان کو بتائے کہ دیکھو!تم لوگوں نے توبہ کی تھی تو بچ گئے تھے۔اب اس کا ایک حصہ،توبہ کا،تو تم نے پورا کر دیا۔اگر مستقل بچنا ہے تو پھر یہی ہے کہ زمانے کے امام کو مانو اور اس زمانے کے آخری نبی آنحضرت ﷺ کو مانو اور ان کی آغوش میں آجاؤ۔ان سے صحیح تعلق پیدا کرلو گے تو ہمیشہ کے لیے اپنے آپ کو محفوظ کرلو گے۔نہیں تو وقتاً فوقتاً پھر تم لوگ اسی طرح ان باتوں میں گرفتار ہوتے چلے جاؤ گے۔فساد اور فتنے اٹھتے چلے جائیں گے۔ اُس وقت یہ تبلیغ کرنے کا میدان آپ لوگوں کے لیے خالی ہو گا اور آپ کو کرنا ہو گا۔باقی بظاہر تو یہ لگتا ہے کہ اگر انہوں نے عقل نہ کی تو یہ جنگ سال دو سال یا تین سال میں پھیلے گی۔اللہ بہتر جانتا ہے کب پھیلتی ہے۔حالات ٹھیک کوئی نہیں،حالات خراب ہی ہیں۔

ایک ناصر نے سوال کیا کہ کچھ عرصے سے خصوصاً کووڈ-19 کی وجہ سے رابطے محدود ہو گئے ہیں۔اب دوبارہ لوگ مل جل تو رہے ہیں لیکن ابھی بھی جماعتی پروگراموں اور رابطوں میں اس طرح کی قربت نہیں جس طرح پہلے تھی۔اس کے لیے ہم کیا لائحہ عمل اختیار کر سکتے ہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ ہم نے تو یوکے کا جلسہ کیا ناں؟ یوکے کا جلسہ اس لیے کیا کہ یوکے میں احساس ختم ہو جائے کہ آپس میں رابطے ختم ہوئے تھے،ہم نے ملنا جلنا ہے،اکٹھے نمازیں بھی پڑھنی ہیں اور مسجدوں میں بھی آنا ہے۔مسجدیں بھی کھول دی ہیں۔زیادہ سے زیادہ یہی ہے کہ نمازیں پڑھتے جہاں تین فٹ کا فاصلہ تھا وہاں ایک فٹ کا رکھ لیا ہے،چھ انچ کا رکھ لیا ہے یا بعض جگہ نہیں بھی رکھا۔

ابھی میں امریکہ کا دورہ کر کے آیا ہوں۔وہاں لوگ ماسک پہنتے تھے لیکن مسجد میں سارے آتے تھے۔صفیں بنا کے ساتھ ساتھ کھڑے ہوتے تھے اور رابطے پورے رہے۔تو یہ نمونے میں نے آپ کے سامنے پیش کر دیے ہیں۔اب ان نمونوں کو دیکھ کے اگر آپ لوگوں کو ہوش نہیں آتی اور نہیں کھلنا تو پھر اب میں کیا کہہ سکتا ہوں۔اسی لیے میں بار بار کہہ رہا ہوں کہ نمازوں کی طرف توجہ کرو۔

ان شاء اللہ تعالیٰ اگلے سال یوکے کا جلسہ ہو گا تو انٹرنیشنل جلسہ ہو گا۔پہلے جس طرح اجازت ملتی تھی اور کھل کے مل جائے گی تو مزید بہتری ہو جائے گی۔آپ نے جو لوگوں کو دو اڑھائی سال میں گھروں میں نمازیں پڑھنے کی عادت ڈال دی ہے اور کہہ دیا کہ گھر میں نماز پڑھ کے بڑا مزہ آیا،ہماری بڑی اصلاح ہو گئی،ہمارے بچوں کی اصلاح ہو گئی۔تو اب اس کو وسیع کریں۔ان بچوں کی اصلاح کو مسجد میں لے کے آئیں اور ان تعلقات کو اور رابطوں کو مزید بہتر کرنے کی کوشش کریں اور بچوں کو احساس دلائیں کہ جس طرح گھر میں تمہیں نمازیں پڑھنے کا لطف آتا تھا اب مسجد میں بھی آئے گا۔مسجد میں بھی آیا کرو۔آپ کے سامنے نمونے تو پیش ہو گئے۔دو موقعے آگئے۔ یوکے کا جلسہ آگیا۔میں اس میں شامل ہوا۔لوگ قریب ہو کے بیٹھے۔امریکہ کا دورہ ہوا تو وہاں سارے لوگوں نے دیکھا۔سب قریب ہو کے بیٹھے۔انشاء اللہ اور اگلے فنکشن ہوں گے تو آپ کے سامنے مثالیں آ جائیں گی۔جس نے اصلاح کرنی ہوتی ہے وہ تو ہلکے سے اشارے سے بھی اصلاح کر لیتا ہے اور جس نے نہیں کرنی اس نے نہیں کرنی۔پھر آپ لوگ جتنیں تو کرتے رہیں گے۔اس لیے لوگوں کو سمجھائیں،بتائیں اور یہ انصار اللہ کی کوشش ہے۔اپنے گھروں میں بھی اپنے بیوی بچوں کو کہیں کہ جماعت کے پروگرام میں جاؤ۔خدام الاحمدیہ کا کام ہے،لجنہ کا کام ہے۔جو تنظیمیں ہیں ان کے عہدے دار اپنے گھر والوں کو کہیں۔انصار اللہ کیونکہ بڑی عمر کے ہیں وہ اپنے بچوں کو کہیں اور خود بھی جائیں تو انشاء اللہ ٹھیک ہو جائے گا۔یہ تو آپ کی کوشش ہے۔اب اڑھائی سال میں جس آسانی کی عادت آپ نے ڈال دی تھی اب کم از کم سال تو لگے گا اس کو دوبارہ واپس لانے میں۔اس لیے مسلسل کوشش کریں۔

ایک ناصر نے سوال کیا کہ یہاں پہ جب اللہ تعالیٰ ہمیں تبلیغ کرنے کا موقع دیتا ہے تو لوگ دلائل کو مان لیتے ہیں۔کہتے ہیں کہ آپ کی باتیں ٹھیک ہیں لیکن بیعت کر کے جماعت میں شامل ہونے کی طرف نہیں آتے۔ہم کیا طریق اختیار کریں کہ وہ بیعت بھی کر لیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ کب کہا ہے کہ جس کو تم تبلیغ کرو گے وہ ضرور مان لے گا۔اللہ تعالیٰ نے تو آنحضرت ﷺ کو بھی فرمایا: بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ۔(المائدہ:68) تبلیغ کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہارا کام ہدایت دینا نہیں۔تمہارا کام پیغام پہنچانا ہے۔ہدایت دینا میرا کام ہے۔آپ پیغام پہنچائیں اس کے لیے ساتھ دعا بھی کریں۔جس جذبے اور شوق سے آپ لٹریچر لے کر تبلیغ کرتے ہیں،باتیں کرتے ہیں،اسی شوق سے آپ ان تبلیغی contacts کے لیے دو نفل بھی پڑھتے ہیں سجدہ بھی کرتے ہیں؟ اگر اسی شوق سے سجدہ بھی کیا جا رہا ہے،دعائیں بھی کی جائیں تو اللہ تعالیٰ اس میں برکت بھی ڈال دیتا ہے۔تبلیغ کرنے کے ساتھ ساتھ دعا بھی ضروری ہے۔

دوسری بات یہ یاد رکھیں کہ ہمارا کام پیغام پہنچانا ہے۔......قرآن شریف میں ایک نابینا صحابی کا قصہ آیا ہے۔آنحضرت ﷺ کو بھی اللہ تعالیٰ نے یہی تنبیہ کی کہ تم سردار کے ساتھ بیٹھے ہو،اس کے پیچھے پڑے ہوئے ہو تمہیں کیا پتا اس نے مسلمان ہونا ہے کہ نہیں ہونا اور جو اخلاص سے آیا ہے اس کو تم چھوڑ رہے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے اور بھی بہت جگہ مختلف حوالوں سے مثالیں دی ہیں۔یہ مثالیں دے کر اللہ تعالیٰ نے یہ واضح کر دیا کہ تمہارا کام پیغام پہنچانا ہے،پہنچاؤ اور باقی ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔آپس میں تم لوگ اپنے آپ کو سنبھالو۔آپس میں زیادہ محبت پیار اور بھائی چارہ پیدا کرو تو پھر جماعت میں اکائی اور unity قائم ہو گی۔اور اس بھائی چارہ کے بعد جو آپ کوشش کریں گے وہ انفرادی کوششیں نہیں ہوں گی وہ جماعتی کوششیں ہوں گی۔پھر اللہ تعالیٰ ان میں برکت بھی ڈالے گا۔آپ باہر لوگوں میں تبلیغ کر رہے ہیں،پیغام پہنچا رہے ہیں،بڑا اچھا پیغام پہنچا رہے ہیں لیکن اندر آپس میں بہت ساری رنجشیں پیدا ہوئی ہوئی ہیں۔ایک دوسرے کے متعلق باتیں کرنے سے نہیں چوکتے۔بلا وجہ کی کدورتیں دل میں آئی ہوئی ہیں۔ان کو بھی دور کریں۔ایک ہوں،اکائی ہوں پھر کوشش کریں۔اللہ تعالیٰ اس میں برکت بھی ڈالتا ہے۔پھر دعا کریں اور پھر اکٹھے ہو کے دعا کریں۔پھر اللہ تعالیٰ اس میں برکت بھی ڈالے گا۔ہاں یہ اللہ تعالیٰ نے کہہ دیا کہ تمہارا کام پیغام پہنچانا ہے۔تم پہنچائی جاؤ۔اگر تم پیغام نہیں پہنچاؤ گے تو تمہارے سے پوچھا جائے گا۔لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ کہیں نہیں کہا کہ کسی سے اگر بیعت نہ ہوئی تو تم ضرور پوچھے جاؤ گے۔ہاں اللہ تعالیٰ برکت ڈالتا ہے جس طرح باقی کاموں میں بھی برکت ڈالتا ہے۔محنت اور دعا میں جب اللہ تعالیٰ برکت ڈالتا ہے تو تبلیغ کے کاموں میں بھی برکت ڈالے گا۔تو ہمارا کام یہی ہے۔

ایک ناصر نے سورۃ الاعراف آیت 117 کے حوالے سے عرض کیا کہ انبیاء عموماً جنگی حملہ کرنے میں پہل نہیں کرتے لیکن اس کے باوجود حضرت سلمانؑ نے ملکہ سبا پر بلا اشتعال حملہ کیا۔بظاہر لگتا ہے کہ یہاں ایک استثنا ہے۔سوال یہ ہے کہ حضرت سلمانؑ یہاں حملہ آور کیوں بنے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ حضرت سلمانؑ حملہ آور نہیں ہوئے۔انہوں نے ملکہ کو پیغام بھیجا تھا کہ وہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرے،اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائے،بتوں کی پرستش نہ کرے۔انہوں نے کہا کہ میں تمہیں یہ پیغام بھیج رہا ہوں تا کہ تم ایمان لاؤ کہ اللہ تعالیٰ کامل قدرت والا ہے۔لیکن اگر تم ایسا نہ کرو گی تو میں تمہیں خود آ کر پیغام دوں گا۔اس پر ملکہ سبا نے اس پیغام کو قبول کر لیا۔چنانچہ ان پر کوئی حملہ نہیں کیا گیا اور وہ اپنے منصب پر فائز رہی۔

اس کا مطلب ہے کہ انبیاءؑ کبھی بھی کسی کی طاقت چھیننے کے لیے،زمین پر قبضہ کرنے کے لیے یا لوگوں کو تباہ کرنے کے لیے حملہ نہیں کرتے۔ہاں جب ان پر کوئی حملہ کرتا ہے تو وہ اس کا جواب ضرور دیتے ہیں۔لیکن یہاں معاملہ مختلف ہے۔ادھر اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کا ایک طریق تھا اور اس میں بھی آپؑ قوم کو تباہ نہیں کرنا چاہتے تھے۔آپؑ نے فرمایا کہ جب ملکہ پکڑی جائے گی تو لوگوں کو سمجھ آ جائے گا کہ ملکہ کا خدا یا جس بت کی وہ عبادت کرتی تھی یا اپنی رعایا کو کہتی تھی کہ اس کی عبادت کرو،وہ جھوٹے ہیں اور اس طرح لوگ ایک خدا کے پیغام کو مان لیں گے۔

اس لیے یہاں ایک باریک فرق ہے۔مقصد زمین پر قبضہ کرنا یا قوم کو تباہ کرنا نہیں بلکہ مقصد خدا تعالیٰ کا پیغام،توحید اور اس کی وحدانیت پھیلانا ہے۔جب یہ پیغام قبول ہو گیا تو حملہ نہیں کیا۔اگر آپؑ کی دنیاوی خواہشات ہوتیں تو آپؑ ملکہ پر حملہ کرنے سے نہ رکتے۔میرے خیال میں یہ ایک باریک فرق ہے۔

میرے پاس اس وقت تفسیر سامنے نہیں اس لیے میں جو اس سے سمجھا ہوں وہ یہ ہے کہ حملہ کرنے میں ایک باریک فرق ہے۔دنیاوی خواہشات کی خاطر حملہ کرنا اور دوسرا خدا تعالیٰ کا پیغام ان تک پہنچانا۔اس لیے آپؑ نے حملہ نہیں کیا۔صرف اتنا کہا کہ ایک خدا کی عبادت کرو۔وہ نہیں چاہتے تھے کہ ان کے پڑوسی بتوں کی پرستش کرنے والے ہوں۔

یہ باریک فرق ہے جو میں سمجھا ہوں۔دوسروں کے حقوق چھیننے،زمین کی ملکیت حاصل کرنے یا دوسری قوم کو غلام بنانے کے لیے جنگ نہیں لڑی گئی بلکہ مقصد صرف پیغام پہنچانا تھا۔جب ملکہ کی سمجھ میں یہ بات آ گئی تو معاملہ خود بخود حل ہو گیا اور وہ اس علاقے کی ملکہ کے طور پر قائم رہی۔

ایک ناصر نے سوال کیا کہ پاکستان کے بگڑتے ہوئے حالات میں بہتری لانے کے لیے کیا کیا جا سکتا ہے؟

اس پر حضور انور نے سوال کرنے والے کو پوچھا کہ اگر پاکستان کے حالات میں بہتری آ سکتی تھی تو وہ پھر سوئٹزر لینڈ کیوں آئے تھے؟

حضور انور نے فرمایا کہ پاکستان کے لیے صرف دعا کی جا سکتی ہے لیکن جہاں ساری عوام ہی گمراہ ہو گئی ہو وہاں امید نہیں کی جا سکتی کہ ان کے طور طریقوں میں بہتری آئے۔

ایک ناصر نے سوال کیا کہ عالمی جنگ کی صورت میں اگر مواصلاتی رابطے منقطع ہو جائیں تو خلیفۃ المسیح کا پیغام احمدیوں تک کیسے پہنچے گا؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ فکر نہ کریں اللہ تعالیٰ اسباب پیدا کر دے گا۔سیٹلائٹ فون خرید لیں اس کے ذریعہ امیر جماعت کو پیغامات مل جائیں گے جو وہ آگے جماعت تک پہنچا دیں گے۔

ایک ناصر نے سوال کیا کہ بعض عرب ممالک میں

بزنس کے اچھے مواقع ہیں جن سے لوگ فائدہ بھی اٹھا رہے ہیں۔موجودہ حالات کے پیش نظر کیا مغربی ممالک میں رہنے والوں کے لیے ان ممالک میں Invest کرنا مناسب ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ ہم پیشگوئی نہیں کر سکتے کہ دنیا میں کل کیا ہوگا۔اگر عرب ممالک میں بزنس کے بہتر مواقع ہیں تو ضرور وہاں بزنس کرنا چاہیے۔اس میں کوئی حرج نہیں۔یورپ میں حالات خراب ہو رہے ہیں اس لیے یورپ سے باہر نکل کر دیکھنا ہوگا۔

ایک ناصر نے سوال کیا کہ ماحولیاتی تبدیلی کے متعلق جو اس وقت انسانیت کے درپیش مسائل میں سے ایک بڑا مسئلہ ہے۔اس سلسلے میں حضور سیاسی لیول پہ کیا راہنمائی کر سکتے ہیں اور انفرادی طور پر ہم کیا کر سکتے ہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ انفرادی طور پر کیا کر سکتے ہیں؟ بچوں کو بھی میں کہہ چکا ہوں عورتوں کو بھی کہہ چکا ہوں کہ انفرادی طور پر آپ لوگ tree plantation کریں درخت لگائیں کاربن emission کی طرف توجہ کریں۔زیادہ سے زیادہ کوشش یہ کریں کہ کم سے کم آپ کی کاروں اور دوسری چیزوں کا استعمال ہو۔یہ تو انفرادی طور پہ آپ کا کام ہے۔خود بھی تھوڑے فاصلے پر جانا ہو تو بجائے کاروں یا موٹر سائیکلوں پہ جانے کے پیدل چلے جائیں، سائیکل استعمال کریں اور Plantation زیادہ کریں۔یہ تو ظاہری چیزیں ہیں۔باقی حکومتوں کا کام ہے کہ Plantation کریں اور Industry کو بھی اس طرح آرگنائز کریں کہ کم سے کم کاربن emission ہو۔

اب چین کہتا ہے کہ یورپ اور امریکہ نے جو پچھلے پچاس ساٹھ سال carbon emission کی ہے اور انڈسٹریل ترقی کی ہے ہم اس سے پچاس ساٹھ سال پیچھے ہیں ہم بھی اتنا کریں گے پھر دیکھیں گے کہ ہم نے کیا کرنا ہے۔تو ہر ایک اپنا اپنا مفاد چاہتا ہے۔سیاسی طور پر یا ملکی سطح پر تو پھر لوگ اس طرح اپنا مفاد دیکھتے ہیں۔باقی ہر چیز کو ہم نے سیاست ہی بنا لیا ہے۔اب کہتے ہیں پاکستان میں flood آئے تو پاکستان کا اس میں کیا قصور ہے۔یہ موسمی تبدیلی ہو رہی ہے۔یہ تو ویسٹ، یورپ اور ترقی یافتہ ملکوں کے carbon emission اور موسم میں تبدیلی کی وجہ سے ہو رہی ہے۔تو سوال یہ ہے کہ پاکستان نے کیا کردار ادا کیا؟ پاکستان نے اپنے سارے جنگل کاٹ دیے۔اپنے ذاتی مفادات کے لیے ٹھیکیداروں اور سیاستدانوں نے مل کے سوات کے پہاڑوں کو ٹنڈ کر دیا مری کے علاقے کے پہاڑوں کو ٹنڈ کر دیا۔ناران کاغان کے پہاڑوں کو ٹنڈ کر دیا۔سارے علاقے تباہ کر دیے۔پھر ڈیم نہیں بنائے۔harvest کے لیے طریقے تھے جو استعمال میں نہیں لائے۔اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو عقل دی تھی اس کے مطابق کرتے تو یہ لوگ بہت بڑی تباہی سے بچ سکتے تھے۔اس کا الزام صرف ویسٹ کے اوپر دے دینا کہ ویسٹ نے یہ نہیں کیا درست نہیں۔خود ہمارا اپنا بھی قصور ہوتا ہے۔بہر حال سیاسی طور پہ تو ہر ایک ملک میں خودغرضی پیدا ہو چکی ہے۔ ایک انڈسٹریل ڈویلپمنٹ (Industrial Development) جہاں ہو رہی ہے وہاں انڈیا کہے گا ہماری تو انڈسٹریل ترقی ہو رہی ہے ہم اب کیوں کم کریں۔چائنا کہتا ہے ہم کیوں کم کریں اور دوسرے اوپر آنے والے کوئی ملک ہیں وہ کہتے ہیں ہم کیوں کم کریں۔ویسٹ نے کیونکہ یہ ترقی کر لی ہے، ایک مقام پہ پہنچ گیا ہے، یہ کہتے ہیں کہ کم کرو۔اور یہ بھی کم نہیں کر رہا۔یہ جہاں ٹکے ہوئے ہیں کہتے ہیں ہم تو یہاں ٹک گئے، ہم اس سے زیادہ نہیں کریں گے، تم کم کرو۔ترقی پذیر ممالک کہتے ہیں کہ تم مغربی ممالک اس سے زیادہ کیوں نہیں کرو گے؟ تم بھی پھر کم کرو۔تو یہ سیاسی طور پہ سارا چکر ہے۔باقی جو آپ کی کوششیں ہو سکتی ہیں وہ یہی ہیں کہ جیسا میں نے کہا کہ انفرادی طور پہ اگر ہر کوئی realise کر لے اور اس کی طرف توجہ دے کہ کم سے کم کاروں کا استعمال ہو اور زیادہ سے زیادہ tree plantation ہو۔پھر جو جنگیں ہو رہی ہیں یہ بھی تو ایک تباہی ہے۔یہ بھی تو ماحول میں گرمی پیدا کر رہی ہیں۔ان سے carbon emission ہو رہی ہے۔آگیں لگ رہی ہیں۔فساد ہو رہے ہیں۔یہ ساری چیزیں شامل ہیں تو آپ کیا کر سکتے ہیں؟ انفرادی طور پر جو چھوٹی موٹی کوشش کر سکتے ہیں وہ کر لیں۔ہم تو چھوٹی سی جماعت ہیں۔چھوٹی سی جماعت کے اپنے ماحول میں جو کر سکتے ہیں کریں شاید آپ کو دیکھ کر دوسرے لوگ اثر پکڑیں اور پھر یہ پھیلتی جائے جاگ لگتی جائے اور پورا ملک اس بات کو realise کر لے اور وہ اس طرف توجہ کرنا شروع کر دیں۔تو ہر ملک میں ہم چھوٹے پیمانے پہ کوشش ہی کر سکتے ہیں اور پھر لوگوں کو بتائیں کیونکہ اصل کوشش تو اس ملک کی آبادی نے کرنی ہے۔آپ کی تو کسی بھی ملک میں 01.0 فیصد آبادی ہے۔تو کیا کر سکتے ہیں؟

ملاقات کے آخر میں حضور انور نے فرمایا کہ چلو پھر اللہ حافظ ہو السلام علیکم

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 5 ستمبر 20222)

☆......☆......☆

ہر احمدی کو اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے کی ضرورت ہے
تقویٰ کی راہوں پر چلنے کی
اور اطاعت اور انکساری کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی ضرورت ہے
صدق کے نمونے پیش کرنے کی ضرورت ہے

برائیوں سے نجات بجز تقویٰ پر قدم مارنے کے پائی نہیں جاسکتی

آپ کی تقویٰ میں ترقی کا ذریعہ خلیفہ وقت کے ارشادات پر عمل پیرا ہونا ہے
اور اپنے ایمان کے معیار اونچے کرنے کی کوشش کرنی ہے

نمازوں اور نوافل اور دعاؤں پر زور دیں
راتوں کو اٹھ کر سجدوں میں گڑگڑائیں تا کہ اللہ تعالیٰ دنیا کو تباہی سے بچائے
اور اسلام اور احمدیت کی ترقی کے غیر معمولی نظارے ہمیں دکھائے، آمین

جماعت احمدیہ فن لینڈ کے 11ویں جلسہ سالانہ 2024 کے موقع پر
حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا بصیرت افروز پیغام

الحمد للہ کہ جماعت احمدیہ فن لینڈ کو اپنا جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔اللہ تعالیٰ آپ کے جلسہ کو ہر لحاظ سے مبارک کرے اور آپ کو اس کی برکات کا وارث بنائے۔

یاد رکھیں کہ جماعت احمدیہ کے قیام کا مقصد نیکی اور تقویٰ اور خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا ادراک اپنے اندر پیدا کرنا ہے۔جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ کیا ہے کہ وہ دنیا کو تقویٰ اور طہارت کی زندگی کا نمونہ دکھائے اس غرض کے لئے اس نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے وہ تطہیر چاہتا ہے اور ایک پاک جماعت بنانا اس کا منشاء ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 83۔جدید ایڈیشن)

پس ہر احمدی کو اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔تقویٰ کی راہوں پر چلنے کی کوشش اور اطاعت اور انکساری کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔صدق کے نمونے پیش کرنے کی ضرورت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’بجز تقویٰ کے اَور کسی بات سے خدا تعالیٰ راضی نہیں ہوتا‘‘۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 7 ایڈیشن 2003ء)

پس ہر احمدی کے لیے تقویٰ پر چلنا اس لیے ضروری ہے کہ وہ ایک ایسے مقدس وجود سے تعلق رکھتے ہیں اور اُس کے سلسلہ بیعت میں شامل ہیں جس کا دعویٰ ماموریت کا ہے اور اس مامور کی بیعت میں شامل ہونے کا فائدہ تبھی ہوگا جب شامل ہونے والے جو کہ شامل ہونے سے پہلے رُو بہ دنیا تھے، ہر قسم کی برائیوں میں مبتلا تھے، ہر قسم کی برائیوں سے نجات پائیں۔اور برائیوں سے نجات بجز تقویٰ پر قدم مارنے کے پائی نہیں جاسکتی۔

پس اپنی عملی حالتوں کو ٹھیک کرنے کی ہر احمدی کوشش کرے اور اسے کرنی چاہیے۔پھر آپس میں وحدت اور اکائی پیدا کریں۔حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ’’اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء ہے کہ تمام انسانوں کو ایک نفسِ واحد کی طرح بناوے۔اس کا نام وحدتِ جمہوری ہے جس سے بہت سے انسان بحالتِ مجموعی ایک انسان کے حکم میں سمجھا جاتا ہے۔مذہب سے بھی یہی منشاء ہوتا ہے کہ تسبیح کے دانوں کی طرح وحدتِ جمہوری کے ایک دھاگہ میں سب پروئے جائیں۔یہ نمازیں با جماعت جو کہ ادا کی جاتی ہیں وہ بھی اسی وحدت کے لئے ہیں تا کہ کُل نمازیوں کا ایک وجود شمار کیا جاوے اور آپس میں مل کر کھڑے ہونے کا حکم اس لئے ہے کہ جس کے پاس زیادہ نور ہے وہ دوسرے کمزور میں سرایت کر کے اُسے قوت دیوے۔حتیٰ کہ حج بھی اسی لئے ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۱۰۰۔ایڈیشن ۱۹۸۸ء)

اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق دے۔یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے آپ کو خلافت کی نعمت سے نوازا ہے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی نمائندگی میں آپؑ کی تعلیمات کو پھیلانے اور جماعت کی روحانی اور دینی ترقی کے لیے قائم ہوئی ہے۔اس نعمت عظمیٰ کی قدر کریں۔اس کے ساتھ چمٹے رہیں اور اس کی اطاعت میں اپنی زندگیاں بسر کریں۔آپ کی تقویٰ میں ترقی کا ذریعہ خلیفہ وقت کے ارشادات پر عمل پیرا ہونا ہے اور اپنے ایمان کے معیار اونچے کرنے کی کوشش کرنی ہے۔نمازوں اور نوافل اور دعاؤں پر زور دیں۔راتوں کو اٹھ کر سجدوں میں گڑگڑائیں تا کہ اللہ تعالیٰ دنیا کو تباہی سے بچائے اور اسلام اور احمدیت کی ترقی کے غیر معمولی نظارے ہمیں دکھائے۔آمین۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 28 جون 2024)

خطبہ جمعہ

واقعۂ اِفک کے حوالے سے وحی کے نزول کے بعد پہلی بات جو آپؐ نے کہی وہ یہ تھی کہ اے عائشہ! اللہ نے تجھے بری کر دیا ہے

غزوۂ بنو مُصطَلِق کے حالات و واقعات کے تناظر میں واقعۂ اِفک کا تفصیلی بیان

بنگلہ دیش اور پاکستان کے احمدیوں اور مظلومینِ فلسطین نیز مسلم امّہ کے لیے دعائیں کرنے کی یاددہانی

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 16 ؍اگست 2024ء بمطابق 16 ؍ظہور 1403 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۙ﴿۱﴾ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۙ﴿۲﴾ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ؕ﴿۳﴾ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ﴿۴﴾

اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ﴿۷﴾

گذشتہ کچھ خطبات سے غزوۂ بنو مصطلق کا ذکر ہو رہا تھا۔ اس کی مزید تفصیل میں یہ بات بھی لکھی ہے کہ بنو مصطلق سے واپسی پر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نَقِیع مقام سے گزرے تو بہت کشادگی، گھاس اور بہت سے تالاب دیکھے۔ آپؐ نے اس کے پانی کے بارے میں پوچھا تو کہا گیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! جب گرمیاں آتی ہیں تو پانی کم ہو جاتا ہے۔ تالابوں کا پانی نیچے چلا جاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حاطب بن ابی بَلۡتَعہؓ کو حکم دیا کہ وہ کنواں کھودیں اور نقیع کو چراگاہ بنانے کا حکم دیا۔ حضرت بِلال بن حارِث مُزَنِی کو اس پر نگران مقرر کیا۔ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں کہاں تک چراگاہ بناؤں۔ آپ نے فرمایا جب طلوع فجر ہو جائے تو ایک بلند آواز والے شخص کو مُقَمَّل پہاڑ پر کھڑا کرو اور جہاں تک اس کی آواز جائے وہاں تک مسلمانوں کے ان اونٹوں اور گھوڑوں کے لیے چراگاہ بناؤ جن پر وہ جہاد کیا کریں گے۔ یہ معیار رکھا آپؐ نے اس ایریا کی وسعت کا۔ حضرت بلالؓ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! عام مسلمانوں کے چرنے والے جانوروں کے بارے میں کیا رائے ہے۔ آپؐ نے فرمایا وہ اس میں داخل نہیں ہوں گے۔ پھر کہتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ! اس کمزور مرد یا کمزور عورت کے بارے میں کیا خیال ہے جس کے پاس قلیل تعداد میں بھیڑ بکریاں ہوں۔ وہ انہیں چرانے کے لیے دوسری جگہ جانے کی سکت نہ رکھتا ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں چرنے کے لیے چھوڑ دو۔

(سبل الہدیٰ والرشاد جلد 4 صفحہ 352-353 دار الکتب العلمیة بیروت)

گویا کہ یہ سرکاری چراگاہ جو بنائی گئی تھی اس میں آنے کی غریبوں کو صرف اجازت دی، باقیوں کے لیے جو امراء تھے، انہیں کہا اپنی اپنی علیحدہ بناؤ، یہاں صرف سرکاری جانور ہی چرا کریں گے۔ یہ چراگاہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے دَورِ خلافت تک برقرار رہی اور بعد ازاں گھوڑوں اور اونٹوں کی تعداد بڑھنے کی وجہ سے جگہ تبدیل ہو گئی۔

(دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہؐ جلد 7 صفحہ 282-283 بزم اقبال لاہور)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کو چاک و چوبند اور تازہ دم رکھنے کا بڑا اہتمام فرماتے تھے۔ آپؐ ان کے مابین وقتاً فوقتاً کھیل کے ایسے مقابلے کراتے رہتے جن میں شجاعت، جوانمردی، ایمانی اور جہادی تربیت کا پہلو غالب تھا۔ اس قسم کی کھیلوں سے ان کے عزم، حوصلے، ولولے اور بہادری میں بڑا اضافہ ہوتا تھا۔ گویا کہ کھیلوں کے مقابلے ہوا کرتے تھے۔ چنانچہ غزوۂ بنو مصطلق سے واپسی پر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نقیع پہنچے تو اسی روز آپؐ نے صحابہؓ کے مابین گھوڑوں اور اونٹوں کی دوڑ کا مقابلہ بھی کروایا۔ آپ کی اونٹنی قَصۡوَاء سب اونٹوں سے آگے نکل گئی۔ اس پر حضرت بلال بن رَبَاحؓ سوار تھے اور آپؐ کا گھوڑا سب گھوڑوں سے آگے نکل گیا۔ آپ کے پاس دو گھوڑے تھے ایک کو لِزَاز جبکہ دوسرے کو ظَرِب کہا جاتا تھا۔ اس روز ظرب نے مقابلے میں شرکت کی اس پر حضرت ابواُسَید سَاعِدِی سوار تھے اور وہ بھی پہلے نمبر پہ آیا۔

(سبل الہدیٰ والرشاد جلد 4 صفحہ 353 دار الکتب العلمیة بیروت)

(سیرت انسائیکلو پیڈیا جلد 7 صفحہ 197 دار السلام ریاض)

اسی جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عائشہؓ کے ساتھ دوڑ کے مقابلے کا بھی ذکر ملتا ہے۔ کتاب اِمۡتَاعُ الاُسۡمَاع میں ہے کہ اس غزوہ یعنی بنو مصطلق کے سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کے ساتھ دوڑ کا مقابلہ کیا۔ انہوں نے اپنے کپڑے سمیٹے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی قَبَا سمیٹی اور دوڑ لگائی تو آپ حضرت عائشہؓ سے آگے نکل گئے پھر ان سے فرمایا: یہ اُس دفعہ کا بدلہ ہے جب تم مجھ سے آگے نکل گئی تھی۔

اس جملہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گذشتہ واقعہ کی طرف اشارہ فرمایا۔ ایک مرتبہ آپؐ حضرت ابوبکرؓ کے مکان پر تشریف لے گئے۔ آپؐ نے حضرت عائشہؓ کے ہاتھ میں کوئی چیز دیکھی۔ آپؐ نے ان سے دیکھنے کو مانگی تو انہوں نے انکار کر دیا اور وہاں سے بھاگیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ساتھ ان کی طرف دوڑے مگر وہ ہاتھ نہ آئیں بلکہ آگے نکل گئیں۔ یہ وہ باتیں ہیں جو آپؐ کی گھریلو باتیں ہیں جو آپؐ گھر کو خوشگوار بنانے کے لیے، اپنے گھر کو خوشگوار بنانے کے لیے آپؐ کیا کرتے تھے۔ ہر کام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے اپنا اسوہ قائم فرمایا ہے اور یہ ان لوگوں کے لیے بھی اسوہ ہے جو اپنی بیویوں پر بڑی سختیاں کرتے ہیں۔

علامہ اِبۡنِ جَوۡزِی نے حضرت عائشہؓ سے ایک روایت نقل کی ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ ایک دفعہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں گئی۔ اس وقت میں کم عمر اور دبلی پتلی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا کہ دوڑ لگاؤ۔ چنانچہ سب نے دوڑ لگائی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ آؤ ہم دوڑیں۔ دوڑ میں مقابلہ کریں۔ چنانچہ ہم دوڑے تو مَیں آگے نکل گئی۔ جو پہلے روایت بیان کی گئی ہے ہوسکتا ہے وہ کسی اَور موقع کی ہو۔ گویا کہ یہ حسن سلوک کے واقعات ہوتے رہتے تھے۔ اس کے بعد کافی عرصہ گزر گیا۔ کہتی ہیں اس دوران میں میرا بدن کچھ بھاری ہو گیا تھا۔ پھر ایک مرتبہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں گئی۔ اس دفعہ پھر آپؐ نے لوگوں سے فرمایا کہ دوڑ لگاؤ۔ چنانچہ سب نے دوڑ لگائی۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا آؤ دوڑ میں مقابلہ کریں۔ چنانچہ مقابلہ ہوا اور اس دفعہ آپؐ جیت گئے۔ اس وقت آپؐ ہنسنے لگے اور فرمانے لگے یہ پچھلی دفعہ کا بدلہ ہے۔

(السیرة الحلبیہ جلد 2 صفحہ 393 دار الکتب العلمیة بیروت)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس واقعہ کو بھی بیان فرمایا ہے کہ ”رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی بیویوں کے ساتھ پھرتے تھے۔ ایک دفعہ لشکر کے سامنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عائشہؓ دوڑے۔“ یہ نہیں کہ علیحدہ۔ لشکر کے سامنے دوڑے۔ ”رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہار گئے اور حضرت عائشہؓ جیت گئیں۔ دوسری دفعہ پھر دوڑے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیت گئے اور حضرت عائشہؓ ہار گئیں کیونکہ حضرت عائشہؓ کا جسم کچھ موٹا ہو گیا تھا۔ اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یَا عَائِشَةُ تِلۡكَ بِتِلۡكَ۔ عائشہ! اُس ہار کے بدلہ میں یہ ہار ہو گئی۔ غرض رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کے ساتھ پھرنا معیوب خیال نہیں فرماتے تھے اور جس بات کی اجازت اسلام نے دی ہے اس کو عیب نہیں کہا جاسکتا۔“

(خطبات محمود جلد 33 صفحہ 269-270 خطبہ جمعہ فرمودہ 5 ستمبر 1952ء)

پرانے زمانے میں بعض لوگ سمجھتے تھے، اب بھی بعض اس قسم کے ہیں جو بڑا فرق رکھتے ہیں بیویوں کے ساتھ اور غلط قسم کی شرم بھی اس زمانے میں لوگ رکھتے تھے کہ خود آگے جا رہے ہیں بیویاں پیچھے جا رہی ہیں یا فاصلہ دے کے چل رہے ہیں اور آجکل بھی اگر ایسے کوئی لوگ ہیں تو ان کے لیے بھی یہ نمونہ ہے۔ یہ حسنِ سلوک ہے جو عورتوں سے اسلام نے سکھایا ہے جس کا نمونہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرمایا۔

اس سفر میں واقعۂ اِفک کا ذکر بھی ملتا ہے۔ اس کی تفصیل یوں ہے کہ بنو مصطلق سے واپسی پر منافقین کی طرف سے ایک اَور فتنہ کھڑا کیا گیا اور وہ ام المومنین حضرت عائشہؓ پر ایک جھوٹی تہمت کا واقعہ ہے جس کو واقعۂ افک بھی کہا جاتا ہے۔ پہلے تو وہ پانی کے واقعہ کا ذکر ہے ناں جہاں عبداللہ بن اُبَی نے جھگڑا پیدا کرنے کی کوشش کی تھی۔

ایک دوسرا واقعہ بھی ہے۔ صحیح بخاری کی روایت کے مطابق حضرت عائشہؓ واقعہ افک کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواجِ مطہرات کے درمیان قرعہ ڈالتے۔ پھر ان میں سے جس کا قرعہ نکلتا اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ لے جاتے۔ حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ ایک غزوہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے درمیان قرعہ ڈالا جس میں جانے کے لیے آپؐ نکلے تھے۔ تو کہتی ہیں اس میں میرا قرعہ نکلا اور مَیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئی بعد اس کے کہ پردے کا حکم نازل ہو چکا تھا۔ یہ واقعہ اس کے بعد کا ہے جب پردے کا حکم نازل ہو چکا تھا۔ کہتی ہیں کہ مجھے میرے ہودج میں سوار کیا جاتا اور اسی میں اتارا جاتا۔ ہم سفر کرتے رہے یہاں تک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس غزوے سے فارغ ہوئے اور لوٹے اور لوٹتے ہوئے ہم مدینہ کے قریب پہنچے تو آپؐ نے ایک رات کُوچ کرنے کا اعلان فرمایا۔ میں اٹھی جب انہوں نے کُوچ کا اعلان کیا تھا اور مَیں چلی یہاں تک کہ لشکر کو پار کیا اور حوائجِ ضروریہ سے فارغ ہونے کے لیے باہر چلی گئی۔ کہتی ہیں جب مَیں نے اپنی ضرورت پوری کر لی تو میں اپنی سواری کی طرف بڑھی اور اپنے سینے کو چھوا تو کیا دیکھا کہ میرا ہار جو ظفار کے نگینوں کا تھا۔ ظفار صَنْعَاء کے قریب یمن کا ایک پہاڑ یا شہر ہے۔ اس کے نگینے مشہور تھے۔ کہتی ہیں وہ کہیں ٹوٹ کر گر گیا۔ میں واپس لَوٹی اور اپنا ہار ڈھونڈنے لگی۔ اس کی تلاش نے مجھے روکے رکھا یعنی دیر ہو گئی۔ کہتی ہیں پھر وہ لوگ آئے جو مجھے ہودج پہ سوار کیا کرتے تھے۔ میرے ہودج کو اٹھا لیا اور اسے میرے اونٹ پر رکھ دیا جس پر میں سوار ہوا کرتی تھی اور وہ سمجھ رہے تھے کہ مَیں اس ہودج میں ہوں اور عورتیں ان دنوں ہلکی پھلکی ہوتی تھیں۔ وہ فربہ نہ تھیں۔ ان پر گوشت نہیں چڑھا ہوتا تھا۔ تھوڑا ہی تو کھانا کھاتی تھیں۔ اور لوگوں نے ہودج کے ہلکے پن کو عجیب محسوس نہ کیا۔ جب انہوں نے اسے اٹھایا اور اسے رکھا اور مَیں ایک نوجوان لڑکی تھی۔ انہوں نے اونٹ کو اٹھایا اور چل دیے اور مَیں نے اپنے ہار کو پا لیا بعد اس کے کہ لشکر چلا گیا۔ وہ چلے گئے تو میں ہار ڈھونڈ رہی تھی۔ ہار ڈھونڈتے ہوئے میں نے اس کو تلاش کر لیا اور پھر کہتی ہیں مَیں اُن کے پڑاؤ کی جگہ پہ واپس آئی۔ وہاں اُن میں سے نہ کوئی پکارنے والا تھا اور نہ جواب دینے والا تھا۔ سب جا چکے تھے، کوئی نظر نہیں آیا۔ مَیں اپنی اس جگہ پر چلی گئی جہاں مَیں تھی۔ جہاں میرا خیمہ تھا یا جگہ تھی وہاں چلی گئی۔ مَیں نے خیال کیا کہ وہ مجھے گم پائیں گے تو میرے پاس واپس لَوٹ آئیں گے۔ اس دوران کہ میں اپنی جگہ بیٹھی تھی کہ میری آنکھ لگ گئی اور سو گئی۔ صَفْوَان بن مُعَطَّل سُلَمِی ذَکْوَانِی لشکر کے پیچھے تھے۔ ان کی ڈیوٹی تھی کہ وہ لشکر کے پیچھے پیچھے رہیں تا کہ گری پڑی چیزوں کو اکٹھا کر کے لے آئیں۔ وہ میرے ٹھکانے کے قریب صبح کو پہنچے تو انہوں نے ایک سوئے ہوئے انسان کا وجود دیکھا۔ انہوں نے مجھے پہچان لیا جب انہوں نے مجھے دیکھا اور پردہ کے حکم سے پہلے انہوں نے مجھے دیکھا ہوا تھا۔ تو کہتی ہیں کہ جب انہوں نے مجھے پہچان لیا تو مَیں ان کے اِنَّا لِلّٰہ پڑھنے سے بیدار ہو گئی اور مَیں نے اپنی چادر سے اپنا چہرہ ڈھانک لیا اور اللہ کی قسم! ہم نے ایک بات بھی نہ کی اور نہ ہی مَیں نے ان سے کوئی بات سنی سوائے ان کے اِنَّا لِلّٰہ پڑھنے کے۔ وہ اونٹنی سے نیچے اترے اور اپنی اونٹنی بٹھا دی اور اس کی اگلی ٹانگوں پر پاؤں رکھا۔ میں اٹھ کر اونٹنی کے پاس آئی اور اس پر سوار ہو گئی اور وہ مجھے لے کر اونٹنی کو ساتھ لے کر چل پڑے یہاں تک کہ ہم سخت گرمی میں عین دو پہر کے وقت لشکر تک پہنچ گئے اور لوگوں نے پڑاؤ کیا ہوا تھا۔ حضرت عائشہؓ نے بیان کیا۔ ہلاک ہو گیا جو ہلاک ہو گیا اور وہ جس نے بہتان کا بڑا حصہ لیا۔ وہ عبداللہ بن اُبَی بن سَلُول تھا۔ عروہ کہتے تھے کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ اس کے پاس باتیں پھیلائی جاتی تھیں اور اس کے آس پاس ان کا تذکرہ کیا جاتا تھا تو وہ اسے صحیح قرار دیتا اور کان لگا کر سنتا اور کرید کرید کر پوچھتا اور عروہ نے یہ بھی کہا کہ اسی طرح بہتان باندھنے والوں میں سے کسی کا نام نہیں لیا گیا سوائے حَسَّان بن ثابت اور مِسْطَح بن اُثَاثَہ اور حَمْنَہ بنتِ جَحْش کے بشمول کچھ اَور لوگ ہوں گے جن کا مجھے علم نہیں۔ یہ روایت کرنے والے نے کہا ہے مگر وہ ایک گروہ تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور اس کے بڑے حصے کا ذمہ دار وہ تھا جو عبداللہ بن ابی بن سلول کہلاتا ہے۔ عروہ نے کہا کہ حضرت عائشہؓ ناپسند کرتی تھیں کہ ان کے پاس حضرت حسّان کو برا کہا جائے اور فرماتی تھیں کہ وہ، وہ ہے جس نے کہا ہے کہ میرا باپ اور اس کا باپ یعنی میرے باپ کا باپ اور میری آبرو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آبرو کے لیے تمہارے مقابلہ میں ڈھال ہے۔ بڑے نیک خیالات تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں۔ بڑا اخلاص اور وفا کا تعلق تھا اس لیے ان کے بارے میں برا کہنا کبھی نہیں سنتی تھیں۔

حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں کہ ہم مدینہ میں پہنچے تو میں مہینے بھر بیمار رہی۔ سفر شروع ہو گیا۔ یہ لوگ وہاں پہنچ گئے۔ قافلہ چل پڑا۔ مدینہ پہنچ گئے اور کہتی ہیں وہاں جا کے میں بیمار ہو گئی۔ لوگ بہتان باندھنے والوں کی بات میں لگے رہے۔ میں اس سے متعلق کچھ نہیں جانتی تھی۔ بیمار تھی، گھر میں تھی، مجھے کچھ نہیں پتہ تھا۔ مجھے اپنی بیماری میں جو بے چین کرنے والی بات تھی کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ مہربانی نہیں دیکھ رہی تھی جو مَیں آپؐ سے دیکھا کرتی تھی۔ جب مَیں بیمار ہوتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آتے اور سلام کرتے۔ پھر فرماتے تمہارا کیا حال ہے؟ پھر چلے جاتے۔ بس اتنا ہی تھا۔ اس سے زیادہ حسنِ سلوک نہیں تھا۔ سو یہ بات مجھے بے چین کرتی تھی۔ مجھے اس شر کا علم نہ تھا یہاں تک کہ میں نکلی۔ جب میں کچھ ٹھیک ہوئی اور میں ام مسطح کے ساتھ مَنَاصِع کی طرف گئی اور یہ ہمارے باہر جانے کی جگہ تھی اور ہم نہیں نکلا کرتی تھیں مگر ایک رات سے اگلی رات تک اور یہ اس سے پہلے کی بات ہے کہ ہم اپنے گھروں میں بیوت الخلاء بنائیں۔ یعنی کہ حوائج ضروریہ سے فارغ ہونے کے لیے عورتیں باہر جایا کرتی تھیں اور وہ بھی رات کے وقت۔ اس وقت بیوت الخلاء گھروں میں نہیں ہوتے تھے۔ پھر انہوں نے فرمایا کہ ہمارا معمول پہلے عربوں کے طریق جیسا تھا جنگل میں قضائے حاجت کے لیے جانے کے لیے اور ہم بیوت الخلاء سے تکلیف محسوس کرتے تھے کہ اپنے گھروں میں انہیں بنائیں۔ بہرحال پھر رواج ہو گیا اور گھروں میں بننے لگ گئے۔

پھر آگے کہتی ہیں کہ آپؓ نے فرمایا میں اور ام مسطح گئیں اور پھر آپؓ نے، حضرت عائشہؓ نے یہ فرمایا کہ میں اور ام مسطح گئیں اور یہ اَبُو رُھْم بن مُطَّلِب بن عَبدِ مَنَاف کی بیٹی تھیں اور ان کی ماں صَخْر بن عامر کی بیٹی تھیں جو حضرت ابوبکر صدیق کی خالہ تھیں اور ان کا بیٹا مسطح بن اثاثہ بن عَبَّاد بن مطلب تھا۔ تو مَیں اور ام مسطح اپنے گھر کی طرف آ رہی تھیں۔ جب ہم اپنے کام سے فارغ ہوئیں تو ام مسطح اپنی اوڑھنی میں الجھ کر لڑکھڑائیں اور بولیں مسطح کا برا ہو۔ مَیں نے ان سے کہا کیا ہی برا کہا ہے؟ کیا ایسے آدمی کو برا کہتی ہو جو بدر میں شریک ہوا تھا۔ کہنے لگیں اے بھولی بھالی! کیا تم نے سنا نہیں جو اس نے کہا ہے؟ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ مَیں نے کہا اس نے کیا کہا ہے؟ تو اس نے مجھے افک والوں کا قصہ بتایا۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں یہ بات سن کے میری بیماری اَور بڑھ گئی۔

ایک دوسری روایت میں قضائے حاجت پر جانے والا واقعہ یوں بیان ہوا ہے۔ حضرت عائشہؓ نے بیان فرمایا: مَیں اپنی حاجت کے لیے باہر گئی اور میرے ساتھ ام مسطح تھی۔ اس نے ٹھوکر کھائی اور کہنے لگی مسطح کا ناس ہو۔ میں نے کہا اماں! تم اپنے بیٹے کو برا بھلا کہتی ہو۔ اس پر وہ خاموش ہو گئی۔ پھر اس نے دوسری بار ٹھوکر کھائی اور کہنے لگی مسطح کا ناس ہو۔ مَیں نے اس سے کہا تم اپنے بیٹے کو برا بھلا کہتی ہو۔ پھر اس نے تیسری بار ٹھوکر کھائی اور کہنے لگی مسطح کا ستیاناس ہو۔ مَیں نے اسے ڈانٹا۔ شاید وہ اس بارے میں سوچ رہی ہوں گی تو بے دھیانی میں ٹھوکر لگ جاتی تھی۔ بہرحال کہتی ہیں مَیں نے انہیں پھر کہا اور جب انہیں ڈانٹا تو وہ کہنے لگیں کہ بخدا! میں اُسے برا بھلا نہیں کہتی مگر تمہاری وجہ سے۔ جو مَیں اس کو برا بھلا کہہ رہی ہوں تو وہ تمہاری وجہ سے کہہ رہی ہوں۔ وہ سوچیں میرے دماغ میں آ جاتی ہیں۔ تو مَیں نے پوچھا میرے لیے کس وجہ سے؟ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ انہوں نے میرے لیے ساری بات کھول کر بیان کر دی۔ تب انہوں نے حضرت عائشہؓ کو ساری بات بیان کی۔ تو مَیں نے کہا کیا یہی بات ہو رہی ہے کہنے لگی ہاں اللہ کی قسم۔ تو میں اپنے گھر واپس آئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جس حاجت کے لیے میں نکلی تھی وہ مجھے بالکل نہ رہی، نہ تھوڑی نہ بہت۔ جب میں اپنے گھر میں واپس آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے۔ آپؐ نے سلام کیا پھر فرمایا تمہارا کیا حال ہے؟ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں اپنے ماں باپ کے پاس جاؤں؟ وہ بیان کرتی ہیں کہ میں چاہتی تھی کہ ان دونوں سے خبر کی پختگی کے بارے میں معلوم کروں۔ ابن ہشام نے یہ بیان کیا ہے کہ جب حضرت عائشہؓ اپنے والدین کے گھر گئیں تو اُس وقت انہیں تہمت کا علم نہ تھا اور ام مسطح والا واقعہ بھی والدین کے گھر جانے کے بعد پیش آیا تھا۔ بہرحال یہ دونوں روایتیں ہیں۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اجازت دے دی۔ ایک دوسری روایت میں حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ ایک خادم بھیجا۔ میں گھر میں داخل ہوئی اور مَیں نے اپنی والدہ اُمِّ رُوْمَان کو مکان کے نچلے حصہ میں اور حضرت ابوبکرؓ کو گھر کے بالا خانے میں پایا۔ وہ قرآن پڑھ رہے تھے۔ یہ بخاری کی روایت میں ہے۔ کہتی ہیں مَیں نے اپنی ماں سے کہا اے میری پیاری ماں! لوگ کیا باتیں کر رہے ہیں! ماں نے ان کو کہا کہ اے میری پیاری بیٹی! خاطر جمع رکھو۔ حوصلہ

ارشاد باری تعالیٰ

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ

(آل عمران: 9)

(ترجمہ) اَے ہمارے ربّ ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تُو ہمیں ہدایت دے چکا اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر یقیناً تُو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔

طالب دعا: بی۔ایم۔خلیل احمد ولد مکرم بی۔ایم۔بشیر احمد صاحب وافراد خاندان (جماعت احمدیہ بنگلور)

ارشاد باری تعالیٰ

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (سورۃ الانفال:28)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ اور (اسکے) رسول سے خیانت نہ کرو ورنہ تم اس کے نتیجہ میں خود اپنی امانتوں سے خیانت کرنے لگو گے جبکہ تم (اس خیانت کو) جانتے ہو گے۔

طالب دعا: سید بشیر الدین محمود احمد افضل مع فیملی وافراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

رکھو۔ اللہ کی قسم! کم ہی ہوتا ہے کہ کبھی کوئی حسین وجمیل عورت کسی شخص کے پاس ہو جس سے وہ محبت رکھتا ہو اور اس کی سوکنیں ہوں مگر وہ اس کے خلاف بہت کچھ کہتی ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے بیان کیا مَیں نے کہا سبحان اللہ۔ کیا لوگ بھی ایسی باتیں کرنی شروع ہو گئے ہیں؟ میرے بارے میں وہ ایسی بات کہیں۔

ایک دوسری روایت میں ہے۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ حضرت ابوبکر نے میری آواز سنی اور وہ اوپری منزل میں قرآن پڑھ رہے تھے۔ وہ گھر کے بالاخانے سے نیچے آئے اور میری ماں سے کہا اسے کیا ہوا ہے؟ انہوں نے کہا اسے وہ بات پہنچ گئی ہے جو اس کے متعلق کہی جا رہی تھی تو حضرت ابوبکرؓ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ کہنے لگے اے میری پیاری بیٹی! میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم اپنے گھر لوٹ جاؤ۔ تو وہ کہتی ہیں کہ مَیں لوٹ گئی۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ مَیں ساری رات روتی رہی یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ میرے آنسو تھمتے ہی نہ تھے اور نہ مجھے نیند آئی۔ پھر میں نے روتے ہوئے صبح کی۔ حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ جب وحی میں توقف ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالبؓ اور حضرت اسامہ بن زیدؓ کو بلایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے پوچھا اور ان دونوں سے اپنے گھر والوں کو چھوڑنے کے بارے میں مشورہ طلب کیا یعنی حضرت عائشہؓ کے بارے میں کہ ان کو علیحدہ کر دیں۔ آپؓ بیان کرتی ہیں جہاں تک اسامہ کا تعلق ہے تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بارے میں مشورہ دیا جو وہ آپؐ کے گھر والوں کی براءت کے بارے میں جانتا ہے اور اس کے مطابق جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات میں اس کے بارے میں جانتے تھے۔ حضرت اسامہؓ نے کہا وہ آپؐ کی زوجہ مطہرہ ہیں اور ہم بھلائی کے سوا کچھ نہیں جانتے۔ ہم تو یہی جانتے ہیں کہ ان میں بھلائی ہی بھلائی ہے۔ چھوڑنے کا سوال نہیں۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ اسامہ نے کہا یہ سراسر جھوٹ ہے اور بے بنیاد ہے۔ جہاں تک حضرت علیؓ کا تعلق ہے تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ نے آپ پر کوئی تنگی نہیں رکھی۔ عورتیں ان کے سوا بہت ہیں اور خادمہ سے پوچھئے آپؐ سے سچ کہے گی۔ حضرت علیؓ نے ذرا شبہ کا اظہار کیا۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ کو بلایا، یہ خادمہ تھیں۔ آپؐ نے فرمایا اے بریرہ! کیا تم نے کوئی ایسی بات دیکھی ہے جو تمہیں شک میں ڈالتی ہو؟ بریرہ کہنے لگی کہ اس کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! میں نے ان کی کبھی کوئی ایسی بات نہیں دیکھی جس کو میں معیوب سمجھتی ہوں سوائے اس کے کہ وہ نوجوان لڑکی ہے اور اپنے گھر والوں کا گوندھا ہوا آٹا چھوڑ کر سو جاتی ہے۔ گھر کی بکری آتی ہے اور اس کو کھا جاتی ہے۔ یعنی گہری نیند ہے تھوڑی سی لاپروائی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی برائی نہیں ہے۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک نے اس خادمہ کو ڈانٹا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچ بیان کرو یہاں تک کہ ان لوگوں نے اس بارے میں اسے کرید کرید کر پوچھا۔ وہ کہنے لگی کہ اللہ ہی کی ذات پاک ہے۔ اللہ کی قسم! میں ان کے بارے میں نہیں جانتی مگر جتنا سنار خالص کندن سونے کے بارے میں جانتا ہے۔ میں نے تو ان کو ہمیشہ اچھا ہی پایا ہے۔

ایک روایت میں یہ بیان ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام ایمن سے بھی حضرت عائشہؓ کے متعلق دریافت فرمایا۔ انہوں نے کہا میں اپنے کانوں اور آنکھوں کو بچا کر رکھتی ہوں۔ مَیں نے عائشہ کے متعلق ہمیشہ بہتر گمان رکھا ہے اور اچھی بات ہی جانی ہے۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زوجہ مطہرہ حضرت زینب بنت جحشؓ سے بھی میرے متعلق پوچھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینبؓ سے فرمایا تمہیں کیا علم ہے یہ جو باتیں ہو رہی ہیں یا تم کیا سمجھتی ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنی شنوائی اور بینائی محفوظ رکھتی ہوں۔ بڑے ہوش وحواس میں ہوں میرا سب کچھ سلامت ہے، آنکھیں بھی سلامت ہیں اور کان بھی سلامت ہیں کہ اللہ کی قسم! سوائے بھلائی کے مجھے کچھ علم نہیں ہے۔ میں نے تو بھلائی ہی دیکھی ہے۔ حضرت عائشہؓ نے بیان کیا اور یہ وہ تھیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج میں سے میری رقابت کیا کرتی تھیں۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں حضرت زینبؓ وہ تھیں جو تھوڑی بہت رقابت رکھتی تھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کی وجہ سے انہیں محفوظ رکھا۔ انہوں نے غلط بات نہیں کی۔ حضرت عائشہ نے بیان کیا اور ان کی بہن حمنہ ان کی خاطر لڑتی تھی اور وہ ہلاک ہو گئی ان کے ساتھ جو ہلاک ہوئے۔ یعنی اس کا انجام ٹھیک نہیں ہوا۔ حضرت عائشہؓ نے بیان کیا اللہ کی قسم! وہ شخص جس کے متعلق کہا گیا جو کہا گیا یعنی صفوان بن معطل۔ وہ کہتا تھا سبحان اللہ! اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مَیں نے کبھی کسی عورت کے پہلو کو برہنہ نہیں کیا یعنی کبھی کسی عورت سے تعلق قائم نہیں کیا۔ حضرت عائشہؓ نے بیان کیا پھر اس کے بعد وہ اللہ کی راہ میں شہید ہو گیا یعنی وہ ایسا نیک صالح انسان تھا کہ شہادت کا مقام پایا۔

علامہ ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت ابوایوب خالد بن زید انصاریؓ کی بیوی ام ایوب نے ان سے کہا کہ اے ابو ایوب! تم سنتے ہو کہ لوگ عائشہ کے حق میں کیا کہہ رہے ہیں؟ ابوایوب نے کہا ہاں میں نے سنا ہے اور یہ سب جھوٹ ہے۔ اے ام ایوب! کیا تم ایسا فعل کر سکتی ہو؟ ام ایوب نے کہا خدا کی قسم! میں ایسے فعل کی مرتکب نہیں ہو سکتی تو ابوایوب نے کہا پھر عائشہ تم سے کہیں زیادہ افضل اور بہتر ہے۔ وہ کب ایسے فعل کی مرتکب ہو سکتی ہے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ اس موقع پر ایک انصاری آدمی نے یہ کہا اے اللہ! تُو پاک ہے۔ یہ ہمارا کام نہیں کہ ہم اس بات کو آگے دہرائیں۔ اے خدا تو پاک ہے یہ بہت بڑا بہتان ہے۔ یہ بھی بخاری کی روایت ہے۔

شارح بخاری علامہ ابن حجر کہتے ہیں کہ یہ بات ابوایوب انصاری نے کی تھی اور حضرت اُبَی بن کعب سے یہ روایت بیان ہوئی ہے کہ انہوں نے یہ بات اپنی بیوی حضرت ام طفیلؓ سے کہی تھی۔ حضرت عائشہؓ کہتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی دن کھڑے ہوئے۔ آپؐ نے عبداللہ بن ابی سے بیزاری کا اظہار فرمایا اور آپؐ منبر پر تھے۔ آپؐ نے فرمایا اے مسلمانوں کی جماعت! کون اس شخص سے مجھے بچائے گا جس کی طرف سے مجھے میرے گھر والوں کے بارے میں تکلیف پہنچی ہے۔ اللہ کی قسم! میں اپنے گھر والوں کے بارے میں نہیں جانتا سوائے خیر کے اور انہوں نے ایسے شخص کا ذکر کیا یعنی صفوان بن معطل کا جس کے بارے میں میں نہیں جانتا سوائے بھلائی کے یعنی مرد کی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گواہی دی کہ میں نے تو بھلائی دیکھی ہے اور وہ میرے گھر والوں کے پاس نہیں آتا تھا سوائے میرے ساتھ اور میں کسی سفر میں نہیں گیا مگر وہ میرے ساتھ ضرور جاتا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: تو حضرت سعد بن مُعاذؓ جو بنی عَبدِ اَشْھَل میں سے تھے کھڑے ہوئے۔ بعض کے نزدیک حضرت اُسَید بن حُضَیرؓ تھے۔ کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مَیں آپ کو بچاؤں گا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے سامنے اس درد کا، فکر کا، غم کا اظہار کیا تو اس پر یہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا کہ میں آپؐ کو اس سے بچاؤں گا جو غلط الزام لگایا جا رہا ہے۔ آپ کو گھر والوں کی وجہ سے تکلیف دی جا رہی ہے۔ اگر وہ اَوس سے ہوا تو اس کی گردن اڑا دوں گا اور اگر ہمارے بھائیوں خزرج سے ہوا تو آپؐ جو حکم دیں گے ہم آپؐ کے حکم کے مطابق عمل کریں گے۔ حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ خزرج سے ایک شخص اٹھا اور حسّان کی ماں اس قبیلہ کی شاخ سے اس کی چچازاد بہن تھی اور وہ سعد بن عُبَادہ تھا اور وہ خزرج قبیلے کے سردار تھے۔ حضرت عائشہؓ کہتی تھیں کہ وہ اس سے پہلے اچھے آدمی تھے لیکن حمیت نے ان کو ابھارا۔ انہوں نے سعد سے کہا۔ انہوں نے یہ بات جب کی تو وہ بھی اٹھے اور سعد کے خلاف یہ بات کی کہ اللہ کی قسم! تم نے غلط کہا ہے تم اسے قتل نہیں کرو گے اور نہ اس کے قتل کی تم قدرت رکھتے ہو۔ اگر وہ تمہارے گروہ سے ہوتا تو تم پسند نہ کرتے کہ مارا جائے۔ حضرت اُسَید بن حُضَیرؓ کھڑے ہوئے اور وہ سعد کے چچازاد بھائی تھے انہوں نے سعد بن عبادہ سے کہا تم نے غلط کہا ہے۔ اللہ کی قسم! ہم اسے ضرور قتل کریں گے۔ تم منافق ہو۔ منافقوں کی طرف سے جھگڑتے ہو۔ آپس میں صحابہ کا بھی اس بات پہ جھگڑا شروع ہو گیا۔ حضرت عائشہؓ نے بیان کیا اس پر دونوں قبیلے اَوس اور خزرج بھڑک اٹھے یہاں تک کہ وہ لڑنے کے لیے آمادہ ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے تھے۔ حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل انہیں دھیما کرتے رہے یہاں تک کہ وہ خاموش ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی خاموش ہو گئے۔

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں اپنے اس سارے دن میں روتی رہی۔ میرے آنسو تھمتے نہ تھے اور نہ مجھے نیند

CHANDIGARH DIAGNOSTIC LABORATORY
Thane wala Chowk, Thikriwal Rd (Darul Salam Kothi Rd)
(Near Canara and Punjab & Sind Bank Qadian)

ہمارے یہاں ہر طرح کے جسمانی ٹیسٹ خون، پیشاب، بلغم، بایوپسی، وغیرہ کمپیوٹرائزڈ دستیاب ہیں
ہمارے ساتھی: SRL-Super Ranbaxy Lab,Thyrocare Mumbai

چوہدری محمد خضر باجوہ صاحب درویش قادیان لقمان احمد باجوہ صاحب
پروپرائٹر: عمران احمد باجوہ، رضوان احمد باجوہ فون نمبر: +91-96465-61639, +91-85579-01648

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت علی بن ابی طالبؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”کہ ایمان یہ ہے کہ دل سے خدا کی شناخت ہو، زبان سے اس کا اقرار ہو اور اس کے احکام پر عمل ہو“

(ابن ماجہ باب فی الایمان)

طالب دعا: سید وسیم احمد وافراد خاندان (جماعت احمدیہ سورو ضلع بالاسور، صوبہ اڈیشہ)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”جو شخص دین کے معاملے میں کوئی ایسی نئی رسم پیدا کرتا ہے جس کا دین سے کوئی تعلق نہیں تو وہ رسم مردود اور غیر مقبول ہے“

(بخاری کتاب الصلح باب اذا اصطلحوا علی صلح جور)

طالب دعا: شیخ صادق علی وافراد خاندان (جماعت احمدیہ تالبرکوٹ، صوبہ اڈیشہ)

آتی تھی۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میرے ماں باپ بھی میرے پاس رہے اور مَیں دو راتیں اور ایک دن روتی رہی۔ نہ میرے آنسو تھمتے تھے اور نہ مجھے نیند آتی تھی یہاں تک کہ مجھے خیال ہوا کہ یہ رونا میرے جگر کو پھاڑ دینے والا ہے۔ اس اثنا میں کہ میرے ماں باپ میرے پاس بیٹھے تھے اور مَیں رو رہی تھی ایک انصاری عورت نے میرے پاس آنے کی اجازت چاہی۔ میں نے اسے اجازت دی۔ وہ بیٹھ گئی اور میرے ساتھ رونے لگی۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ابھی ہم اس حالت میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپؐ نے سلام کہا، پھر بیٹھ گئے۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں: اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی میرے پاس نہیں بیٹھے تھے جب سے کہا گیا جو اس سے پہلے کہا گیا یعنی جب سے یہ واقعہ ہوا تھا پاس نہیں بیٹھتے تھے۔ سلام اور حال پوچھ کے دور سے چلے جاتے تھے۔ کہتی ہیں اور آپؐ ایک مہینہ ٹھہرے رہے یعنی ایک مہینے تک یہ عمل جاری رہا۔ آپؐ کو میرے معاملے کی نسبت کوئی وحی نہیں ہوئی۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہد پڑھا جب آپ بیٹھے۔ پھر فرمایا اَمَّا بَعد اے عائشہ! دیکھو تمہارے متعلق مجھے یہ یہ بات پہنچی ہے سو اگر تم بَری ہو تو اللہ ضرور بری کر دے گا اور اگر تم سے کوئی لغزش ہو گئی ہو تو اللہ سے استغفار کرو اور اس کے حضور توبہ کرو کیونکہ بندہ جب اعتراف کرتا ہے، پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ اس پر رجوع برحمت ہوتا ہے۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بات مکمل کر چکے تو یہ بات سن کے میرے آنسو تھم گئے یہاں تک کہ میں آنسوؤں کا ایک قطرہ بھی محسوس نہیں کرتی تھی۔ مَیں نے اپنے باپ حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میری طرف سے جواب دیں جو انہوں نے میرے بارے میں فرمایا ہے۔ میرے باپ نے کہا کہ اللہ کی قسم! مَیں نہیں جانتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا کہوں۔ مجھے تو سمجھ نہیں آتی کیا جواب دوں۔ پھر کہتی ہیں مَیں نے اپنی ماں سے کہا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا جواب دیں جو آپؐ نے فرمایا ہے۔ میری ماں کہنے لگیں اللہ کی قسم! میں نہیں جانتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا کہوں؟ انہوں نے بھی وہی جواب دیا۔ کہتی ہیں پھر مَیں نے خود ہی کہا۔ میں نوجوان لڑکی تھی۔ قرآن زیادہ نہیں جانتی تھی۔ میں نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں جانتی ہوں کہ آپ لوگوں نے یہ بات سنی ہے یہاں تک کہ وہ آپ کے دلوں میں جم گئی ہے۔ یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ شاید میں بری ہوں اور آپ لوگوں نے اس کو سچا سمجھ لیا ہے۔ پس اگر میں آپ لوگوں سے کہوں کہ میں بَری ہوں میں نے یہ نہیں کیا تو آپ لوگ میری تصدیق نہیں کریں گے اور اگر میں آپ لوگوں سے کسی بات کا اعتراف کروں اور اللہ جانتا ہے کہ میں اس سے بَری ہوں، میں نے قطعاً نہیں کیا تو آپ لوگ مجھے سچا سمجھ لیں گے پھر آپ کہہ دیں گے ہاں یہ قصوروار تھی یہ توبہ کر رہی ہے۔ کہتی ہیں کہ میں نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں اپنے لیے اور آپ کے لیے نہیں پاتی کوئی مثال سوائے یوسف کے باپ کی جب انہوں نے کہا تھا یعنی میرے پاس صرف یوسف کے باپ کی مثال ہے جب انہوں نے کہا تھا کہ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ کہ اب اچھی طرح صبر کرنا ہی میرے لیے مناسب ہے اور جو بات تم بیان کرتے ہو اس کے تدارک کے لیے اللہ ہی سے مدد مانگی جا سکتی ہے اور اسی سے مدد مانگی جائے گی۔ کہتی ہیں یہ کہہ کے پھر میں نے کروٹ بدل لی اور اپنے بستر پر لیٹ گئی اور اللہ جانتا ہے کہ میں اس وقت بَری تھی اور اللہ میری براءت کو ظاہر کرنے والا تھا۔ لیکن اللہ کی قَسم میں یہ خیال نہیں رکھتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے بارے میں وحی نازل کرے گا جس کی تلاوت کی جائے گی۔ میری حیثیت میرے نزدیک اس سے کم تھی کہ اللہ تعالیٰ میری نسبت کلام کرتا لیکن میں یہ امید رکھتی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیند میں کوئی خواب دیکھیں گے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ مجھے بَری قرار دے گا۔ یہ تو مجھے تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ میری بریت کا بتا دے گا لیکن یہ نہیں پتہ تھا کہ قرآن کریم کی آیت نازل ہو جائے گی۔ کہتی ہیں اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بیٹھنے کی جگہ سے نہیں ہٹے اور نہ گھر والوں میں سے کوئی ایک بھی نکلا یہاں تک کہ آپؐ پر وحی نازل ہوئی اور آپؐ کو ایسی حالت نے آ لیا جو شدت میں سے آپؐ کو آ لیتی تھی یہاں تک کہ آپ سے پسینہ موتیوں کی طرح ٹپکنے لگا اور وہ سردی کا دن تھا لیکن بوجہ اس کلام کے بوجھ کے جو آپ پر نازل کیا گیا یہ پسینہ آپؐ کو آیا۔

سیرت ابن ہشام میں ہے کہ حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ آپؐ کو چادر اوڑھا دی گئی اور سر مبارک کے نیچے چمڑے کا تکیہ رکھ دیا گیا۔ جب میں نے یہ دیکھا تو میں کچھ نہ گھبرائی کیونکہ میں جانتی تھی کہ مَیں بے گناہ ہوں۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں مجھے تو پتہ لگ گیا کہ وحی ہو رہی ہے اور کوئی گھبراہٹ بھی نہیں تھی کیونکہ مجھے پتہ تھا کہ میں بے گناہ ہوں۔ اگر وحی بھی ہے تو اللہ تعالیٰ میری بریت ہی کرے گا اور اللہ تعالیٰ مجھ پر ظلم نہیں کرے گا۔ رہی میرے والدین کی بات، جہاں تک والدین کا سوال ہے تو اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں عائشہ کی جان ہے ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی والی کیفیت ختم نہیں ہوئی تھی کہ مجھے یوں لگا جیسے ان دونوں کی جان نکل جائے گی۔ میرے ماں باپ دونوں بڑے ڈر رہے تھے۔ وہ ڈر رہے تھے کہ لوگوں نے جو کچھ کہا ہے کہیں خدا تعالیٰ اس کے موافق آیت نازل نہ فرما دے۔ یہ کہیں سچ بات نہ ہو جائے۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ کیفیت ختم ہو گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر پیشانی پر سے پسینہ صاف کرنے لگے۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ کیفیت جاتی رہی اور آپؐ مسکرا رہے تھے۔ پہلی بات جو آپؐ نے کہی وہ یہ تھی کہ اے عائشہ! اللہ نے تجھے بَری کر دیا ہے۔ حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ میری ماں مجھے کہنے لگی کہ اٹھو! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ۔ میں نے کہا نہیں۔ اللہ کی قسم! میں آپ کے پاس نہیں جاؤں گی کیونکہ میں حمد نہیں کروں گی سوائے اللہ عزوجل کے۔ حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ۔ یقیناً وہ لوگ جنہوں نے ایک بڑا اتہام باندھا تھا، یہ دس آیات ساری کی ساری ہیں۔ سورہ نور کی بارہ تا اکیس آیات ہیں۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے میری براءت میں یہ نازل فرمایا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا جو مسطح بن اثاثہ کو بوجہ اپنے اس قرابت اور اس کی تنگ دستی کے خرچ دیا کرتے تھے، مسطح بھی ان الزام لگانے والوں میں سے تھا ناں، اس کو خرچ حضرت ابوبکرؓ دیا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کی قَسم! میں مسطح پر کبھی خرچ نہیں کروں گا بعد اس کے جو اس نے عائشہ کے بارے میں کہا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا۔ وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ کہ اور تم میں سے دین و دنیا میں فضیلت رکھنے والے اور کشائش رکھنے والے لوگ قسم نہ کھائیں اور غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ کے قول تک آیت نازل ہوئی یعنی بہت معاف کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ جب یہ ہوا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا کیوں نہیں۔ پہلے تو انہوں نے قَسم کھائی کہ نہیں خرچ دوں گا۔ اس آیت کے بعد حضرت ابوبکرؓ کہنے لگے کیوں نہیں اللہ کی قسم! میں چاہتا ہوں کہ اللہ میرے گناہوں کی پردہ پوشی کرے۔ تو وہ مسطح کو وہ خرچ دوبارہ دینے لگے جو اس پر خرچ کیا کرتے تھے اور کہا اللہ کی قسم! میں اس سے کبھی نہیں ہٹوں گا۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث الافک روایت 4141، کتاب التفسیر حدیث 4750، 4757، کتاب الاعتصام بالکتاب حدیث 7370)(السیرة النبویہ لابن ہشام صفحہ 675 تا 677 دار الکتب العلمیة بیروت)(فرہنگ سیرت صفحہ 183 زوار اکیڈمی کراچی)(امتاع الاسماع جلد 1 صفحہ 214 دار الکتب العلمیة بیروت)(ھدی الساری مقدمہ فتح الباری شرح صحیح البخاری 498-499 قدیمی کتب خانہ کراچی)

تو یہ اس افک کے واقعہ کا کچھ تفصیلی ذکر ہے۔ باقی ان شاء اللہ آئندہ بیان کروں گا۔ آج پھر میں دعا کی طرف یاددہانی کروانا چاہتا ہوں۔ بنگلہ دیش کے احمدیوں کے لیے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کے حالات بھی جلد بہتر فرمائے۔ پاکستان کے احمدیوں کے لیے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کے حالات بھی بہتر فرمائے۔ فلسطین کے مظلوموں کے لیے بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کی حالت پر بھی رحم فرمائے۔ مسلمان ممالک کے لیے اللہ تعالیٰ ان کے لیڈروں کو عقل دے اور وہ عوام کے حق ادا کرنے والے بنیں۔ ظلم کرنے والے نہ بنیں کیونکہ ان کے ظلم کی وجہ سے ہی دشمنوں کو بھی جرأت پیدا ہوتی ہے کہ مسلمانوں پر ظلم کرتے چلے جائیں کیونکہ ان کو پتہ ہے کہ یہ خود حق ادا نہیں کر رہے تو ہمارے سے کس طرح حق مانگ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلم اُمّہ پر رحم فرمائے۔

(روزنامہ الفضل انٹرنیشنل ۶ ستمبر ۲۰۲۴ صفحہ ۲ تا ۵)

☆......☆......☆

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL

a desired destination for royal weddings & celebrations.

2 - 14 -122 / 2 - B , Bushra Estate
HYDRABAD ROAD, YADGIR - 585201
Contact Number : 09440023007, 08473296444

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’مَیں اپنی جماعت کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ ضرورت ہے اعمالِ صالحہ کی۔ خدا تعالیٰ کے حضور اگر کوئی چیز جا سکتی ہے، تو وہ یہی اعمالِ صالحہ ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۱۱۵، ۱۱۴۔ ایڈیشن ۱۹۸۸ء)

طالبِ دُعا: صبیحہ کوثر و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بھونیشور، صوبہ اڈیشہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

قرآن کریم کی یہ تعلیم ہرگز نہیں ہے کہ عیب دیکھ کر اسے پھیلاؤ اور دوسروں سے تذکرہ کرتے پھرو بلکہ وہ فرماتا ہے تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ (البلد:۱۸) کہ وہ صبر اور رحم سے نصیحت کرتے ہیں۔

طالبِ دُعا: جے عظیم احمد ولد مکرم جے وسیم احمد صاحب امیر ضلع محبوب نگر (صوبہ تلنگانہ)

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

اسلامی قانون شادی وطلاق

شادی اور طلاق وغیرہ کے مسائل کے متعلق بھی بہت سے اسلامی احکام اسی سال نازل ہوئے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر ایک مختصر ساخاکہ شادی اور طلاق کے مسائل کے متعلق اسلامی تعلیم کا پیش کردیا جاوے۔ سو سب سے پہلے تو یہ جاننا چاہئے کہ اسلام سے قبل عربوں میں کوئی خاص قانون شادی وطلاق مقرر نہیں تھا بلکہ محض ایک رسم یا طریق عمل کی صورت تھی اور اس کی پابندی بھی ہر شخص کی اپنی مرضی پر موقوف تھی۔ اور اسی لئے ملک کے مختلف حصوں اور مختلف قبائل میں یہ طریق عمل مختلف صورتیں رکھتا تھا۔

عام طور پر یہ سمجھنا چاہئے کہ عرب میں جائز و ناجائز رشتوں میں زیادہ حد بندی نہیں تھی۔ حتّٰی کہ سوتیلی ماں تک سے شادی کرنے میں پرہیز نہیں تھا۔ قریبی رشتہ دار کی بیوہ پر بغیر اس کی مرضی کے زبردستی قبضہ کر لینے کی رسم بھی پائی جاتی تھی۔ نکاح کے طریق مختلف تھے اور ان میں سے چار زیادہ شائع و متعارف تھے۔ ان میں سے ایک تو یہی رسمی نکاح تھا جو بعد میں زیادہ پاک وصاف ہو کر اسلام میں قائم ہوا، لیکن باقی تین ایسے گندے اور ناپاک تھے کہ ان کے ذکر تک سے انسانی طبیعت رکتی ہے۔ تعدّد ازدواج کی کوئی حد بندی نہیں تھی بلکہ بیویوں کی تعداد ہر شخص کی ذاتی ضرورت، دولت اور شوق پر منحصر تھی۔ بیویوں کے درمیان عدل وانصاف کا کوئی ضابطہ نہیں تھا اور نہ ہی اس کے متعلق خاوند پر کوئی پابندی تھی۔ مرد کے عورت پر اور عورت کے مرد پر کوئی مقررہ حقوق نہیں تھے بلکہ سارا دارومدار مرد کی مرضی پر تھا۔ طلاق کا کوئی قانون نہیں تھا۔ مرد جب اور جس طرح چاہتا تھا عورت کو طلاق دے کر الگ کر دیتا تھا۔ اگر مرد کی مرضی نہ ہو تو عورت کے لئے طلاق حاصل کرنے کا کوئی رستہ نہیں تھا۔ طلاق کے بعد بھی جابر لوگ اپنی مطلقہ عورت پر حکومت رکھتے تھے اور اسے دوسری جگہ شادی کرنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ عدت کا قانون بھی کوئی نہیں تھا بلکہ ادھر جدائی ہوتی تھی اور ادھر عورت دوسرے شخص کے ساتھ شادی کے لئے آزاد سمجھی جاتی تھی۔ الغرض شادی وطلاق کے معاملہ میں عرب میں کوئی قانون نہیں تھا بلکہ سارا دارومدار مرد کی مرضی پر تھا۔ اور مرد عموماً اپنی بیویوں کے ساتھ نہایت جابرانہ سلوک کرتے تھے اور عورت کے لئے کوئی دادرسی کی جگہ نہیں تھی۔ اسلام آیا تو اس نے گویا ایک نیا عالم پیدا کر دیا اور محض انتظامی فرق کے سوا کہ جو لابدّی تھا اصولاً عورت اور مرد کے مساویانہ حقوق تسلیم کئے اور ان حقوق کی حفاظت ونگہداشت کا کام مرد پر نہیں چھوڑا بلکہ حکومت کے ہاتھ میں دیا اور حکومت کا یہ فرض مقرر کیا کہ وہ خاوند و بیوی کے حقوق میں ایک دوسرے کی دست درازی کو روکے اور خصوصاً ضعیف طبقہ نساء کی حفاظت کرے۔ اور دوسری طرف اسلام نے اپنے روحانی اور اخلاقی اثر کے ماتحت مردوں کو یہ پُرزور سفارش کی کہ وہ عورتوں کے ساتھ نہ صرف عدل وانصاف بلکہ شفقت واحسان کا معاملہ کریں اور اس معاملہ میں اسلام نے اتنا زور دیا کہ بعض صحابہ میں یہ احساس پیدا ہونے لگا کہ اسلام نے تو گویا عورت کو آزاد کر دیا ہے۔

اسلامی قانون شادی وطلاق کا اصل الاصول یہ ہے کہ نکاح مرد و عورت کے درمیان ایک سول معاہدہ کا رنگ رکھتا ہے۔ جسے گو عام معاہدات کی نسبت بہت زیادہ محبت اور وفاداری اور تقدس اور دوام کا عنصر دیا گیا ہے۔ مگر انتہائی حالات میں وہ ٹوٹ بھی سکتا ہے۔ اور اسی ٹوٹنے کا نام اسلامی اصطلاح میں طلاق یا خلع یا فسخ نکاح ہے۔ یہ سول معاہدہ کس طرح قائم ہو سکتا اور کس طرح ٹوٹ سکتا ہے اس کے متعلق اسلامی قانون کا ڈھانچہ حسب ذیل ہے۔ پہلے ہم قانون شادی کو لیتے ہیں۔

۱۔ نکاح کرنا اسلام میں ہر اس مسلمان پر جو اس کی طاقت رکھتا ہو فرض ہے اور تبتل سے منع کیا گیا ہے۔

۲۔ نکاح کی اغراض تعدّد ازدواج کی بحث میں دوسری جگہ مفصل بیان کی جاچکی ہیں اس جگہ اعادہ کی ضرورت نہیں۔

۳۔ جن جگہوں میں رشتہ منع ہے ان کا اسلام نے صراحت وتعیین کے ساتھ ذکر کر دیا ہے باقی سب کے ساتھ نکاح ہو سکتا ہے۔ کوئی قومی یا نسلی حد بندی نہیں ہے۔ ممنوع رشتے اصولاً یہ ہیں۔ باپ کی بیوی، ماں، رضاعی ماں، بیٹی، بیوی کی بیٹی، بہن، رضاعی بہن، خالہ، پھوپھی، بھتیجی، بھانجی، ساس، بہو، ہر خاوند والی عورت، اور دو بہنوں کا ایک وقت میں جمع کرنا۔ اس حکم کی مزید تشریح حدیث میں کر دی گئی ہے۔

۴۔ نکاح چونکہ مرد و عورت کے ایک معاہدہ کا نام ہے اور انہوں نے ہی اسے نباہنا ہوتا ہے اس لئے نکاح میں فریقین کی رضامندی ضروری ہے۔ یعنی لڑکا اور لڑکی یا مرد و عورت دونوں اس تعلق کے قائم کرنے پر رضامند ہونے چاہئیں۔ اور ان کی رضامندی کے بغیر یہ رشتہ قائم نہیں ہو سکتا۔

۵۔ باوجود پردہ کی حد بندیوں کے اسلام اس بات کی اجازت دیتا ہے بلکہ اس کی تحریک کرتا ہے کہ نکاح سے پہلے مرد و عورت ایک دوسرے پر نظر ڈال لیں تاکہ شکل وغیرہ کا سوال بعد میں موجب خلش نہ بنے۔

۶۔ اسلام میں نکاح اعلان کے ساتھ علیٰ رؤس الاشہاد ہونا ضروری ہے اور خفیہ نکاح کی اجازت نہیں ہے۔ اسی اعلان کی غرض سے اسلام میں یہ طریق مقرر کیا گیا ہے کہ جب خاوند بیوی اکٹھے ہوں تو اس خوشی میں خاوند ایک دعوت دے جس میں حسب توفیق اعزہ واحباب اور ہمسائے وغیرہ بلائے جائیں۔ اس دعوت کو اصطلاحی طور پر ولیمہ کہتے ہیں۔

۷۔ اگر کسی خاص مصلحت کے ماتحت کسی لڑکے یا لڑکی کا ولی یعنی گارڈین اس کے بچپن کی حالت میں ہی یعنی اس کے بالغ ہونے سے پہلے اس کی شادی کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔ کیونکہ بعض اوقات استثنائی صورتوں میں خاص مصالح کے ماتحت ایسا کرنے کی ضروت پیش آسکتی ہے جس کے لئے قانونی طور پر دروازہ کھلا رہنا چاہئے۔ مگر ایسی صورت میں لڑکے کو تو حق ہے ہی، لڑکی کو بھی لازماً بالغ ہونے پر حاکم کے ذریعہ اس رشتہ کے منقطع کرنے کا حق ہوگا اور اس کی رضامندی کے بغیر یہ رشتہ قائم نہیں رہ سکے گا۔ اس حق کو اسلامی اصطلاح میں خیار البلوغ کہتے ہیں۔ مگر یہ خیال رہے کہ ہم نے جو یہ لکھا ہے کہ استثنائی حالات میں نابالغی کے زمانہ میں بھی رشتہ ہو سکتا ہے اس سے مراد صرف عقد نکاح ہے۔ زناشوئی کے تعلقات مراد نہیں کیونکہ زناشوئی کے تعلق کے لئے ہر دو کا بالغ ہونا ضروری ہے۔

۸۔ گو نکاح کے عقد میں اصل رضامندی فریقین کی ہے اور ان کی رضامندی کے بغیر نکاح قائم نہیں رہ سکتا اور اگر کسی خاص مصلحت سے بچپن میں نکاح ہو بھی جاوے تو نارضامندی کی صورت میں بالغ ہونے پر وہ قائم نہیں رہ سکتا، لیکن چونکہ لڑکی اور خصوصاً کنواری لڑکی طبعاً زیادہ سادہ مزاج اور بھولی ہوتی ہے اور دنیا کا تجربہ بھی اسے نسبتاً کم ہوتا ہے اور وہ ان باتوں سے بھی زیادہ آگاہ نہیں ہوتی جن پر اہلی زندگی کی حقیقی خوشی کی بنیاد قائم ہوتی ہے۔ اور پھر فطرتاً عورت کے اندر قلبی جذبات کا مادہ بھی زیادہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے بسا اوقات جذبۂ عقل مستور ہو جاتا ہے اس لئے اسے کسی غلط راستہ پر پڑنے اور چالاک اور شاطر مردوں کے دھوکے سے بچانے کے لئے اسلام یہ حکم دیتا ہے کہ جب کسی کنواری لڑکی کے رشتہ کا سوال ہو تو اس کا باپ یا باپ نہ ہو تو کوئی اور قریبی رشتہ دار بطور ولی کے اس کے ساتھ رہے اور اس کے مشورہ کے بغیر رشتہ قائم نہ ہو۔ لیکن اگر لڑکی اور ولی میں اختلاف ہو جاوے تو ترجیح لڑکی کی رائے کو دی جائے گی۔ مگر اس صورت میں یہ ضروری ہوگا کہ اس اختلاف کو حاکم کے نوٹس میں لایا جاوے تاکہ اگر لڑکی کسی دھوکے کا شکار ہو رہی ہو تو اس کا سدباب کیا جاسکے۔ بیوہ عورت چونکہ کنواری کی نسبت شادی کے اونچ نیچ سے بہت واقف ہو چکی ہوتی ہے اور ان امور کو سمجھ چکی ہوتی ہے جس پر اہلی تعلقات بہترین صورت میں چل سکتے ہیں اس لئے اس کے معاملہ میں گو ولی کا ساتھ رہنا پسندیدہ ہے مگر ولی کی رضامندی ضروری نہیں ہے بلکہ وہ خود اپنے اختیار سے فیصلہ کر سکتی ہے۔

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 617 تا 620، مطبوعہ قادیان 2006)

❁❁❁❁

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

’’جو چیز خدا تعالیٰ کی خاطر خرچ کی جائے وہ ضائع نہیں جاتی بلکہ یہ ایسا قرض ہے جسے اللہ تعالیٰ کئی گنا بڑھا کر لوٹاتا ہے‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 08/جنوری 2021ء)

طالب دعا : بی. ایس. عبدالرحیم ولد مکرم شیخ علی صاحب مرحوم (صدر جماعت احمدیہ منگلور، کرناٹک)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

’’ہمارا کام ہے کہ دعاؤں سے اپنی عبادتوں کو مزید سجائیں اور اگر ہم یہ کر لیں گے تو پھر ہی ہم کامیاب ہیں‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم جنوری 2021ء)

طالب دعا : افراد خاندان مکرم شکیل احمد گنائی صاحب مرحوم (دار الرحمت، جماعت احمدیہ ریشی نگر، کشمیر)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

تیرا مے خانہ جو اِک مَرجعِ عالَم دیکھا ✡ خُم کا خُم منہ سے بَصد حرص لگایا ہم نے

شانِ حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے ✡ تیرے پانے سے ہی اُس ذات کو پایا ہم نے

طالب دعا: ضیاء الدین خان صاحب مع فیملی (حلقہ محمود آباد، جماعت احمدیہ کیرنگ صوبہ اڈیشہ)

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

{1568} **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ صفیہ بیگم بنت مولوی عبد القادر صاحب مرحوم لدھیانوی حال معلمہ نصرت گرلز ہائی سکول قادیان نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ''ایک دفعہ حضور اقدس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نیچے برانڈے کے اندر جہاں ایک کمرے میں آج کل باورچی کھانا پکاتا ہے پلنگ پر لیٹے ہوئے تھے۔ مجھے فرمایا سر دباؤ۔ آپ دبواتے نہیں تھے بلکہ ایک طرف انگوٹھے دوسری طرف انگلیوں سے ستواتے تھے۔ میں بہت دیر تک اسی طرح سر دباتی رہی۔ مجھے سر دباتی کو فرمانے لگے ''کسی دن تم کو بہت فخر ہوگا کہ میں نے مسیح موعود کا سر دبایا تھا'' یہ کلمے حضرت علیہ السلام کے مجھے ایسے یاد ہیں جیسے اب فرماتے ہیں۔ افسوس اس وقت کچھ قدر نہ کی۔ اب پچھتانے سے کیا ہو سکتا ہے۔

{1569} **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ صفیہ بیگم بنت مولوی عبد القادر صاحب مرحوم لدھیانوی حال معلمہ نصرت گرلز ہائی سکول قادیان نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب کے ساتھ حضرت اماں جان صاحبہ بھی علی الصبح سیر کو جایا کرتی تھیں۔ ایک دو عورتیں لڑکیاں بھی اماں جان کے ہمراہ ہوتی تھیں۔ میں اماں جان صاحبہ سے کہتی کہ مجھے بھی بلا لینا۔ جب میں آتی تو وہ واپس آ رہے ہوتے مجھے دیکھ کر اماں جان فرماتیں۔ اچھا کل بلاؤں گی۔ پھر بھول جاتیں مجھے دیکھ کر کہتیں ہائے مجھے یاد نہیں رہا۔ میں نے کہا آپ روز بھول جاتی ہیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ کل میں بلاؤں گا۔ دوسرے دن جانے سے پہلے ہی آپ نے دریچہ کھول کر مجھے آواز دی جب میں سامنے آئی تو فرمایا ''آؤ بیوی صاحبہ سیر کو جا رہی ہیں''۔

{1570} **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ صفیہ بیگم بنت مولوی عبد القادر صاحب مرحوم لدھیانوی حال معلمہ نصرت گرلز ہائی سکول قادیان نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ ۱۹۰۵ء ماہ اکتوبر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام لدھیانہ مع حضرت اماں جان صاحبہ اور سب بچوں کے تشریف لے گئے۔ چھاؤنی میں فرید کے مکان میں اترے۔ والد صاحب لدھیانہ کے اردگرد کے گاؤں سے لوگوں کو، عورتوں کو پہلے ہی خبر کر آئے تھے کہ فلاں دن امام مہدی تشریف لائیں گے۔ لدھیانہ آ کر زیارت کرنا۔ رمضان شریف کا مہینہ تھا۔ والدہ صاحبہ اور میں بھی حضور کی زیارت کو پہنچیں۔ گاؤں کی عورتیں کھدر کے گھگرے اور سب کپڑے کھدر کے پہنے ہوئے۔ روزے سے آ آ کر مجھے کہتیں۔ بی بی امام مہدی کی زیارت کرا۔ میں اندر لے جاتی تھی۔ وہ سب جا کر ایک ایک روپیہ دیتیں اور بڑے اخلاص سے دیکھتیں۔ حضور نے اماں جان صاحبہ کی طرف رخ کر کے اسی طرف ام ناصر اور میں بیٹھی تھیں، فرمایا کہ ایسی عورتیں ہی بہشت میں جاویں گی اور ان عورتوں کو بھی کچھ نصیحتیں کیں کہ جو مجھے بالکل یاد نہیں۔

{1571} **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ صفیہ بیگم بنت مولوی عبد القادر صاحب مرحوم لدھیانوی حال معلمہ نصرت گرلز ہائی سکول قادیان نے بذریعہ والدہ خلیفہ صلاح الدین صاحب بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ آخر ۱۸۹۹ء یا شاید ۱۹۰۰ء ہوگا کہ میرے والد صاحب مرحوم کے چچا زاد بھائی بابو محمد اسماعیل ہیڈ کلرک دفتر رولی برادرس امرتسر سے آئے اور کہنے لگے کہ میرے پر فلاں صاحب نے مقدمہ کیا ہوا ہے جس کی وجہ سے میں سخت حیران ہوں۔ اس جینے سے موت بہتر سمجھتا ہوں۔ قریباً دو سال مقدمے کو ہو چلے ہیں۔ اب کوئی صورت رہائی کی نظر نہیں آتی۔ وکیلوں نے کہہ دیا ہے کہ قید اور جرمانہ ضرور ہوگا۔ رات میرے دل میں خیال آیا کہ بھائی صاحب سے جا کر کہوں یعنی والد صاحب سے کہ آپ حضرت مرزا صاحب سے میرے مقدمے کے لئے دعا کرائیں شاید اللہ تعالیٰ ان کی دعا کی برکت سے مجھے رہائی بخشے وہ روتے تھے والد صاحب نے فرمایا۔ بیلیا! اگر ہمارے حضرت صاحب نے تیرے لئے ہاتھ اٹھا دیئے تو واقعی تو ہر طرح کی سزا سے بچ جائے گا۔ اس پر وہ کہنے لگے کہ دعا کراؤ۔ والد صاحب نے کہا کہ کھانا کھالو۔ ظہر کی نماز کے وقت مسجد چلیں گے پھر دعا کے لئے عرض کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ میں روٹی نہیں کھاتا مجھے روٹی اچھی نہیں لگتی پہلے دعا کراؤ۔ اور جب سے مقدمہ ہوا ہے میں نے کبھی بھی خوشی سے روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی۔ ہر وقت متفکر، جان سے بیزار روتا رہتا ہوں۔ بہت گھبراتے تھے۔ آخر والد صاحب مجھے ہمراہ لے کر حضرت صاحب کے مکان پر آئے۔ مسجد مبارک کی سیڑھیوں کے راستے میں اوپر حضور والا کے پاس پہنچی۔ میرے والد صاحب مسجد میں ٹھہرے اور بابو صاحب سیڑھیوں میں بیٹھ گئے میں نے جا کر کہا کہ میرے والد صاحب اور چچا زاد بھائی بابو محمد اسماعیل آئے ہوئے ہیں۔ ان پر کوئی بڑا سخت مقدمہ ہے آپ کو دعا کے لئے عرض کرتے ہیں۔ آپ اس وقت چھوٹے تخت پوش پر بیٹھے لکھ رہے تھے۔ پاس لکھے ہوئے کاغذ پڑے تھے، فرمایا کہ ان سے پوچھ آؤ کہ کچھ تمہارا جرم بھی ہے؟ میں نے اسی طرح جا کر کہا۔ انہوں نے کہا کہ ہاں میں بڑا مجرم ہوں۔ میں نے خیانت کی، پرائیویٹ دکان سرکاری ملازم ہو کر کھولی وغیرہ وغیرہ۔ خود زبانی عرض کروں گا۔ حضور اقدس نے فرمایا کہ دعا کریں گے۔ میں نے جا کر کہہ دیا کہ وعدہ کیا ہے دعا فرماویں گے۔ لیکن ان کو تسلی ہی نہ ہووے۔ بہتیرا والد صاحب نے سمجھایا، تسلی دی وہ بار بار یہی کہیں کہ تم حضرت صاحب کے دعا کے لئے ہاتھ اٹھوا آؤ میری منتیں کریں میں پھر حضرت صاحب کے پاس گئی اور کہا کہ حضرت جی وہ سیڑھیوں میں بیٹھے ہیں جاتے نہیں مجھے کہتے ہیں کہ دعا کے لئے ہاتھ اٹھوا کر آ۔ حضور اقدس نے سنتے ہی دعا کے لئے دست مبارک اٹھائے اور میں بھاگی سیڑھیوں کی طرف گئی کہ حضرت صاحب نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھا لئے ہیں۔ دعا ہو رہی ہے۔ پھر والد صاحب نے مجھے کہا کہ اب تم گھر کو جاؤ۔ میں گھر چلی گئی۔ بعد میں پتہ نہیں نماز کے وقت حضرت سے ملے یا نہ ملے۔ پھر تھوڑے ہی عرصہ کے بعد شاید ماہ ڈیڑھ ماہ کے بعد ہی وہ اپنی خوشی سے تحفے تحائف لے کر آئے اور میرے لئے بھی کپڑے، چاٹنی، جوتی، پھل وغیرہ لائے۔ اور حضرت اُم المومنین کے لئے بھی چوڑیاں، خوبصورت کنگھیاں بہت سے فروٹ میرے ہاتھ بھیجے اور حضور اقدس کو ملے۔ بہت شکریہ کرتے تھے۔ نقدی بھی دی۔ پتہ نہیں اس مقدمے میں دو اور بھی گرفتار تھے۔ ایک کا نام بابو عبد العزیز اور دوسرے کا نام بابو علی بخش تھا۔ ان کا خفیف سا جرم تھا۔ تاہم ان دونوں کو سزا قید ہوئی۔ جس وقت ان دونوں کے ہتھکڑیاں پڑیں، پیچھے ان کے بیوی بچے روتے جاتے تھے۔ بہت رحم آتا تھا۔ بابو محمد اسماعیل صاحب کہتے تھے کہ اصل مجرم تو میں تھا۔ حضرت صاحب کی دعا سے خدا نے مجھے بچایا۔ ورنہ میری رہائی کی کوئی صورت نہ تھی۔ اب کی چھٹیوں پر مجھے چچا محمد اسماعیل صاحب لاہور ملے تھے۔ میں نے وہ مقدمہ والا حال یاد دلایا اور کہا کہ آپ نے وہ زمانہ دیکھا تھا جب یکے پر قادیان دعا کے لئے گئے تھے۔ اب یہاں آ کر ترقی کا زمانہ دیکھو اور آپ کو والد صاحب نے نعمت اللہ ولی کے شعر سنائے تھے۔ آپ نے لکھ لئے تھے۔ اب ذرا ''پسرش یادگار'' کی زیارت خود کیجئے۔ کہنے لگے جلسے پر ضرور آؤں گا۔ حضرت محمود احمد صاحب کی زیارت کروں گا۔ انہوں نے دو دفعہ حج کیا تھا بہت بوڑھے ہو گئے تھے اِسی ماہ اکتوبر میں فوت ہو گئے۔ ان کے بیٹے مقدمے وغیرہ کے گواہ ہیں اور میری والدہ صاحبہ بھی گواہ ہیں۔ بلکہ ان کا اور میرا مضمون واحد ہے۔

{1572} **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ صفیہ بیگم بنت مولوی عبد القادر صاحب مرحوم لدھیانوی حال معلمہ نصرت گرلز ہائی سکول قادیان نے بذریعہ والدہ خلیفہ صلاح الدین صاحب بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میاں مبارک احمد صاحب مرحوم کے چوٹ لگی جس سے خون نکلتا تھا۔ اور حضرت فرما رہے تھے کہ خدا کی بات کبھی نہیں ٹلتی اور خوشی کا اظہار فرما رہے تھے۔ گھر گئی تو والد صاحب نے بتایا کہ آپ کو الہام ہوا تھا کہ ''میاں مبارک احمد صاحب کو چوٹ لگے گی''

{1573} **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ سکینہ بیگم صاحبہ اہلیہ ماسٹر احمد حسین صاحب مرحوم فرید آبادی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ جس وقت میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی تو میری عمر ۱۳ برس کی تھی۔ جب میری شادی احمد حسین مرحوم سے ہوئی تو میری عمر گیارہ یا بارہ برس کی تھی۔ نادانی کی عمر تھی۔ ماسٹر صاحب مجھے بہت سمجھایا کرتے، مگر میری سمجھ میں کچھ نہ آتا جب وہ مجھے بیعت کو کہتے تو میں انکار کر دیتی کہ میں کیوں غیر مردوں کی بیعت کروں۔ ماسٹر صاحب بہت سمجھاتے مگر کچھ سمجھ میں ہی نہ آتی کیونکہ ہندوستان سے گئی تھی جہاں پر جہالت ہی جہالت تھی۔ اور ان دنوں ماسٹر صاحب اخبار کے ایڈیٹر تھے۔ حضرت مسیح موعود نے دہلی سے بلوایا تھا۔ وہاں پر وہ حسن نظامی کے پاس ملازم تھے۔ وہاں پر سے آ کر وہ اخبار کی ایڈیٹری پر ملازم ہوئے تھے۔ وہ بہت پرانے احمدی تھے۔ وہ دو دفعہ مجھے قادیان لائے بیعت کے لئے مگر میں نے نہیں کی۔ آہستہ آہستہ مجھے جب سمجھ آ گئی تو پھر ماسٹر صاحب مجھے بیعت کے لئے لائے اور میں نے بیعت کی۔ میرے ہمراہ شیخ یعقوب علی صاحب کی اہلیہ تھیں۔ انہوں نے میری بیعت کروائی تھی۔ ان دنوں حضرت صاحب (حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی) میاں بشیر احمد صاحب، مبارکہ بیگم صاحبہ یہ سب چھوٹے بچے تھے۔ اور یہ کھیلتے کھیلتے کمرے میں داخل ہو گئے۔ اور دروازہ بند کر لیا۔ دروازہ ایسا بند ہوا کہ کھلے نہ اور بچے اندر روئیں۔ ان کے رونے سے حضرت اماں جان بے ہوش ہو گئیں۔ ہم سب نے ہر چند دروازہ کھولنے کی کوشش کی مگر نہ کھلے پھر کسی نوکر نے جا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اطلاع دی تو حضرت علیہ السلام نے بڑھئی کو بلا کر دروزہ کھلوایا تو پھر بچے اندر سے نکلے۔ اُسی دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تقریر کی تھی۔ یہ امرتسر کا ذکر ہے کہ جب شام ہوئی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تقریر شروع ہوئی تو دشمنوں نے پتھر برسانے شروع کر دیئے۔ شیشے دروازوں کے توڑ دیئے اور اماں جان دوبارہ بے ہوش ہو گئیں۔ ہم سب عورتیں چھپ گئیں۔ کوئی پاخانے میں کوئی چار پائی کے نیچے، کوئی کہیں، کوئی کہیں۔ پھر خدا جانے کسی طرح پتھر برسنے بند ہو گئے۔ حضرت علیہ السلام سے بیعت کرنے والے آپ کے چاروں طرف بیٹھ جاتے اور حضرت ان سے بیعت لیتے۔ یہ حضرت صاحب کے اوصاف حمیدہ میں سے ہے کہ آپ عورتوں کو کبھی بھی کھلی لمبی آنکھوں سے نہ دیکھتے تھے۔ جب کمرے سے باہر نکلتے تو کوٹ، واسکٹ صافہ ہمیشہ پہن کر نکلتے۔ میں نے کئی بار آپ کو صحن میں ٹہلتے ٹہلتے لکھتے دیکھا۔ دو دواتیں ہوتی تھیں۔ اِدھر گئے تو اِدھر سے دوات سے قلم بھر لیتے تھے اور لکھتے، اُدھر گئے تو اُدھر سے قلم بھر لیتے اور لکھتے اور اگر کسی نے مسجد سے آواز دی تو آپ تشریف لے جاتے۔ اور لوگوں نے دوڑ کر آگے پہنچے ہونا۔ گرد سخت اُڑتی تھی اور حضرت صاحب صافہ کا پلّو منہ اور ناک کے آگے لے لیتے اور ہر ایک کے ساتھ محبت اور اخلاص کے ساتھ پیش آتے۔ ان دنوں راستے بہت خراب تھے۔ جنگل ہی جنگل تھا۔ گنتی کے آٹھ دس مکان تھے جب ہم نے امرتسر سے قادیان ٹانگا پر آنا تو کتنی کتنی اونچی جگہ ٹانگے نے چڑھ جانا اور پھر نیچے اترنا۔ ہچکولے بہت لگتے تھے مگر ہمارے دلوں میں تڑپ تھی۔ اس لئے ہمیں پرواہ نہیں ہوتی تھی بلکہ خوشی محسوس ہوتی تھی۔

(سیرۃ المہدی، جلد 2، حصہ پنجم، مطبوعہ قادیان 2008)

بقیہ تفسیر کبیر از صفحہ نمبر 1

وہاں کی حکومت مذہب کے خلاف کوئی جابرانہ حکم دیدے جس سے وہ اسلام کو مٹانا چاہتی ہو، تو ایسی صورت میں اسلامی تعلیم کے مطابق وہ یہ نہیں کہے گا کہ جب قربانی کا کوئی فائدہ نہیں تو میں اپنے آپ کو کیوں قربان کروں بلکہ وہ فوراً قربانی کیلئے اپنے آپ کو پیش کر دے گا کیونکہ جب تک وہ اپنے آپ کو قربان نہیں کرے گا دوسروں کے دلوں میں قربانی کی تحریک پیدا نہیں ہوگی۔ وہ اگر پھانسی پر چڑھ جائیگا تو پھر کوئی دوسرا شخص بھی پھانسی کے تختے پر چڑھنے کیلئے نکل آئیگا۔ وہ دوسرا شخص پھانسی دیا جائیگا تو تیسرا شخص نکل آئیگا اور اس طرح قدم بقدم تمام قوم میں ایسا جوش پیدا ہو جائیگا کہ وہ اسلام کی حفاظت کے لئے دیوانہ وار کھڑے ہو جائیں گے اور کفر کو شکست کھانے پر مجبور کر دیں گے۔

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں دعویٰ فرمایا تو اس وقت جن صحابہؓ نے قربانیاں کیں وہ بظاہر کیسی بے فائدہ اور کیسی بے نتیجہ نظر آتی تھیں مگر پھر انہی قربانیوں کے نتیجہ میں مکہ فتح ہوا اور سارا عرب اسلامی جھنڈے کے نیچے آگیا۔ جب صحابہؓ مکہ میں قربانیاں کر رہے تھے اُس وقت کوئی شخص یہ قیاس بھی نہیں کرسکتا تھا کہ ایک دن انہی قربانیوں کے نتیجہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عظیم الشان شوکت ملنے والی ہے۔ اُس وقت جن عورتوں کی شرمگاہوں میں نیزے مار مار کر انہیں مارا جاتا تھا، جن مردوں کو اونٹوں کے ساتھ باندھ کر انکو ٹکڑے ٹکڑے کیا جاتا تھا اُن عورتوں اور مردوں کی قربانیوں کو دیکھ ہر شخص سمجھتا تھا کہ یہ لوگ بیکار اپنی عمریں ضائع کر رہے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں میں سے ایک عثمانؓ بن مظعون بھی تھے۔ عرب کا ایک مشہور شاعر لبید ایک مجلس میں اپنے اشعار سُنا رہا تھا کہ اُس نے یہ مصرع پڑھا۔

اَلَا کُلُّ شَیۡءٍ مَا خَلَا اللّٰہَ بَاطِلُ یعنی سُنو کہ خدا کے سوا ہر چیز تباہ ہونے والی ہے۔ عثمانؓ بن مظعون نے یہ مصرع سُنتے ہی بڑے زور سے کہا کہ بالکل ٹھیک ہے۔ خدا کے سوا ہر چیز واقع میں فنا ہونے والی ہے۔ عثمانؓ بن مظعون اُس وقت چھوٹی عمر کے بچے تھے جب انہوں نے تعریف کی تو لبید ناراض ہو گیا اور اُس نے لوگوں سے کہا کہ اس لڑکے نے میری ہتک کی ہے کیا میں اپنے اشعار میں ایک چھوکرے کی تائید کا محتاج ہوں۔ بعض لوگ اُسے مارنے کے لئے اُٹھے لیکن بعض اَور نے دخل دے کر اس معاملہ کو رفع دفع کرا دیا اور اُسے کہہ دیا کہ اب تم نے کچھ نہیں کہنا۔ اس کے بعد لبید نے اس شعر کا دوسرا مصرع پڑھا کہ

وَکُلُّ نَعِیۡمٍ لَا مُحَالَۃَ زَائِلُ

یعنی ہر نعمت بہر حال ایک دن ختم ہونے والی ہے۔ اس پر عثمانؓ بن مظعون سے برداشت نہ ہوسکا اور انہوں نے کہا جنت کی نعمتیں کبھی ختم نہیں ہوں گی۔ لبید کو سخت غصّہ آیا اور اُس نے کہا میں اس مجلس میں اَب اپنے شعر سُنانے کیلئے تیار نہیں۔ اس پر لوگ کھڑے ہو گئے اور انہوں نے عثمانؓ بن مظعون کو مارنا شروع کر دیا اور ایک شخص نے اتنے زور سے گھونسہ مارا کہ عثمانؓ بن مظعون کی ایک آنکھ کا ڈیلا باہر نکل آیا۔ اُن کے والد کا ایک دوست بھی اُسی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا اور پہلے وہ اُسی کی پناہ میں رہتے تھے لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ دوسرے مسلمانوں کو ماریں پڑ رہی ہیں اور وہ آرام سے مکہ میں پھرتے ہیں تو انہوں نے اس رئیس سے جا کر کہہ دیا کہ میں تمہاری پناہ میں نہیں رہنا چاہتا۔ چنانچہ اُس نے اعلان کر دیا کہ عثمانؓ اب میری پناہ میں نہیں۔ اُسے یہ جرأت تو نہیں ہوسکتی تھی کہ وہ سب لوگوں کے سامنے اُن کی مدد کرتا لیکن جب اُن کی آنکھ نکل گئی تو جس طرح کسی غریب آدمی کے بچے کو کوئی امیر آدمی کا بچہ مارے پیٹے تو غریب ماں اپنے بچہ کو ہی مارتی ہے اور اُس پر غصّہ نکالتی ہے۔ اسی طرح وہ ان مارنے والوں پر تو غصہ نہیں نکال سکتا تھا اُس نے عثمانؓ پر ہی غصّہ نکالا اور کہا میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ تو میری پناہ سے نہ نکل۔ اب دیکھا تُو نے کہ اس کا کیا نتیجہ نکلا۔ حضرت عثمانؓ بن مظعون نے جواب دیا کہ چچا تم تو مجھ پر اس لئے خفا ہو رہے ہو کہ میری ایک آنکھ کیوں نکلی لیکن خدا کی قسم میری تو دوسری آنکھ بھی خدا تعالیٰ کی راہ میں نکلنے کیلئے تڑپ رہی ہے۔ اب کیا کوئی عقلمند اس وقت قیاس کرسکتا تھا کہ اُنکی ایک آنکھ کا نکلنا دین کو کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ واقعہ یہی ہے کہ اُس وقت یہ تمام قربانیاں بالکل بے کار نظر آتی تھیں لیکن اگر عثمانؓ بن مظعون کی ایک آنکھ خدا تعالیٰ کے راستہ میں نہ نکلتی، اگر عثمانؓ بن مظعون کی دوسری آنکھ خدا تعالیٰ کی راہ میں نکلنے کیلئے تڑپ نہ رہی ہوتی، اگر عورتوں کی شرمگاہوں میں نیزے نہ مارے جاتے، اگر مکّہ کے ابتدائی دور میں صحابہؓ اپنی جانیں قربان نہ کرتے تو مسلمان وہ قربانیاں کبھی پیش نہ کر سکتے جو انہوں نے بدر اور اُحد کے موقعہ پر پیش کیں۔ وہ قربانیاں کبھی پیش نہ کر سکتے جو انہوں نے احزاب کے موقعہ پر پیش کیں۔ یہی قربانیاں تھیں جنہوں نے اُن کے اندر جوش پیدا کیا۔ اُن کے اندر اخلاص پیدا کیا اور انہیں قربانی کے نہایت اعلیٰ مقام پر لا کر کھڑا کر دیا۔ اسی طرح بے شک وہاں ہزاروں بکرے ذبح ہوتے ہیں جن کا گوشت بظاہر ضائع چلا جاتا ہے اور اُس کو کھانے والا بھی کوئی نہیں ہوتا مگر اسلام پھر بھی قربانیوں کو حکم دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ لَکُمۡ فِیۡہَا خَیۡرٌ ’’تمہارے لئے اس میں خیر اور برکت رکھی گئی ہے۔ تمہیں ان قربانیوں کے تسلسل کو ہمیشہ جاری رکھنا چاہیئے اور ان دُور رس نتائج پر نظر رکھنی چاہیئے جو ان قربانیوں کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں۔ اُس احمق بادشاہ کی طرح نہیں بننا چاہیئے جس نے فوج کے خرچ کو بے مصرف قرار دیکر اُسے توڑ دیا تھا اور سمجھ لیا تھا کہ وقت آنے پر قصاب یہ کام کرلیں گے۔ مگر نتیجہ یہ ہوا کہ سارا ملک اس کے ہاتھ سے جاتا رہا۔

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 53، مطبوعہ قادیان 2010)

❁❁❁

عشقِ حقیقی

(نصر الحق معلم سلسلہ وقف جدید ارشاد)

بالیقیں خالق و مالک ہے ہمارا کوئی	❁	ہر عزیزان جہاں سے بھی ہے پیارا کوئی
اے میرے فلسفیو، اہل وفا کہتے ہیں	❁	مالک الملک ہے وہ جسکو خدا کہتے ہیں
ایسی ہستی ہے کہ یکتا ہے مگر کافی ہے	❁	ہر مرض، ظاہر و باطن کا وہی شافی ہے
لائق عشق و پرستش ہے وہی نورِ جہاں	❁	ذرّہ ذرّہ ہے اسی قادر مطلق کا نشاں
جب خدا اپنی محبت میں گرفتار کرے	❁	خلق کو چاہئے خالق سے فقط پیار کرے
عشق ہے پاک ومقدس اگر مولا سے کریں	❁	اسکی خاطر ہی جئیں اسکی خاطر ہی مریں
عشق میں اسکے کروڑوں نے فنا کر کے خودی	❁	عازم دشت و بیاباں ہوئے اس رہ میں سبھی
عاشق زار تھے جو دکھ بھی سہے درد لئے	❁	دار پر کھینچے گئے قید میں ڈالے بھی گئے
بارہا عشق کے انداز میں ایسا دیکھا	❁	رنگِ یوسف میں سراپائے زلیخا دیکھا
عشق انسان سے کیا کیا نہیں کرواتا ہے	❁	غیب و نادیدہ پے کامل یقیں کرواتا ہے
آتشِ عشق بھڑک جائے اگر سینے میں	❁	جھونپڑی میں بھی مزہ آئے نصرؔ جینے میں

بقیہ نماز جنازہ از صفحہ نمبر 13

تقرری ہوئی۔ 18 دسمبر 2022ء سے تھرپارکر جیسے دور دراز انتہائی پسماندہ علاقے میں خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ تھرپارکر میں ابتدائی تقرر نواحی جماعت نور پور دو ہتر میں ہوا۔ یہاں آپ قائد مجلس اور صدر جماعت بھی رہے۔ اس کے بعد وفات تک بطور میس انچارج مشن ہاؤس وسیکرٹری تربیت نومبائعین دانو داندل خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم نے اپنے عہد وقف کو بڑی ذمہ داری اور وفا کے ساتھ نبھایا۔ سچائی، ملنساری، مہمان نوازی، خوش مزاجی اور نظام خلافت کے ساتھ وفا کا تعلق آپ کے بنیادی اوصاف تھے۔ تہجد گزار، نماز باجماعت کے پابند اور دعا گو انسان تھے۔ پسماندگان میں والدین کے علاوہ ایک بھائی اور 4 بہنیں شامل ہیں۔ آپ کے والد 1984ء میں اسیر راہ مولیٰ بھی رہے۔

(6) مکرمہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم رانا سلطان احمد خان صاحب (مینیجر رسالہ خالد وتشحیذ الاذہان۔ ایوان محمود ربوہ)

5 مارچ 2024ء کو 71 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کی پابند، خوش مزاج، مہمان نواز، چندوں میں باقاعدہ ایک مخلص اور نیک خاتون تھیں۔ اوکاڑہ کینٹ، گوجرانوالہ، ڈیرہ اسماعیل خان میں خدمت کے علاوہ محلہ باب الابواب ربوہ میں نائب صدر موصیان، سیکرٹری اشاعت اور سیکرٹری خدمت خلق کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کے ایک پوتے عزیزم ابتسام احمد راویل جامعہ احمدیہ ربوہ میں زیر تعلیم ہیں اور ایک نواسی خدا تعالیٰ کے فضل سے حافظ قرآن ہیں۔

(7) عزیزم نعمان احمد صاحب ابن ظفر احمد صاحب (لاہور)

14 اپریل 2024ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ جب 2010ء میں ماڈل ٹاؤن لاہور میں مسجد پر حملہ ہوا تھا اس وقت آپ مسجد کے اندر تھے اور اس سانحہ کے بعد سے صحت کے مسائل کا شکار تھے۔ مرحوم نمازوں کے پابند بہت شریف النفس اور مخلص نوجوان تھے۔ جماعتی اور تنظیمی لحاظ سے فعال تھے۔ پسماندگان میں ماں باپ اور دو چھوٹے بھائی شامل ہیں۔

(8) عزیزہ مینال ثاقب ملن بنت مکرم ثاقب احمد ملن صاحب (کیلگری۔ کینیڈا)

28/جنوری 2024ء کو 18 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحومہ ننھیال اور ددھیال دونوں طرف سے مخلص خاندانوں سے تعلق رکھتی تھی اور چھوٹی عمر ہی سے نیک صالحہ پابند صلوٰۃ تھی۔ مرحومہ کو جماعت اور خلافت کے ساتھ گہرا لگاؤ تھا۔ حضور انور کی خدمت میں باقاعدگی سے دعا کی درخواست کرتی رہتی تھی۔ پسماندگان میں والدین کے علاوہ ایک بھائی شامل ہے۔ مرحومہ مکرم میجر (ریٹائرڈ) مکرم مظفر احمد صاحب (کیلگری) کی نواسی اور مکرم منصور احمد صاحب ملن (یوکے) کی پوتی تھی۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اوران کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

جلسے پر آنے والوں کو کسی بھی قسم کی سہولت میسر آنے سے زیادہ اس بات کی فکر ہونی چاہیے کہ کس طرح ہم اس ماحول سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں

جو للّٰہی سفر اختیار کرنے والے ہوتے ہیں اُن کو اِن دنیاوی ضروریات اور آراموں کی طرف بہت کم توجہ ہوتی ہے اور یہی ان کا بنیادی مقصد ہوتا ہے کہ یہاں رہ کر زیادہ سے زیادہ روحانی مائدے سے فائدہ اٹھائیں

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 26 ؍جولائی 2024 بطرز سوال و جواب
بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: سلام کو رواج دینے کیلئے ہمیں کیا کرنا چاہئے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ سلام کو رواج دینے کے لیے تم چاہے کسی کو جانتے ہو یا نہیں جانتے اس کو سلام کرو۔

سوال: حضور انور نے سلامتی کی دعا کے متعلق کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو یہ پاکیزہ اور بابرکت دعا سکھائی ہے اس کی طرف ان دنوں میں بہت توجہ دیں تا کہ ہم ہر طرف سلامتی اور پیار اور محبت پھیلانے والے بن جائیں اور یہ ماحول خالصۃً للہ پیار اور محبت اور بھائی چارے کا ماحول بن جائے۔

سوال: جلسہ پر آنے والوں کو کس بات کی فکر ہونی چاہئے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جلسے پر آنے والوں کو کسی بھی قسم کی سہولت میسر آنے سے زیادہ اس بات کی فکر ہونی چاہیے کہ کس طرح ہم اس ماحول سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

سوال: حضور انور نے کارکنان کو کس طرف توجہ دلائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: مَیں تمام کارکنان کو اس طرف توجہ دلانی چاہتا ہوں کہ جو بھی ڈیوٹیاں ان کے سپرد ہیں وہ انہیں اچھے رنگ میں انجام دینے کی کوشش کریں۔ بہترین رنگ میں انجام دینے کی کوشش کریں۔ جلسہ کے مہمانوں کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمان سمجھ کر خدمت کریں۔ انہیں اللہ تعالیٰ کی خاطر نیک مقصد کے لیے آنے والے مہمان سمجھ کر خدمت کریں۔ اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کریں۔ مہمان کی طرف سے آپ کے خیال میں اگر کوئی زیادتی بھی ہو جاتی ہے تو اس سے صرفِ نظر کریں۔ یہی ہماری روایت ہے۔ یہی اعلیٰ اخلاق ہیں۔ یہی خدا اور اس کے رسولؐ کا حکم ہے۔ یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے چاہتے ہیں۔ اب یہ مہمان نوازی اور اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کا ہر ملک میں ایک خاص وصف بن چکا ہے۔

سوال: نیز حضور انور نے ہر شعبہ کے کارکنان کو کیا نصیحت فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ہر شعبہ کے جو کارکنان ہیں ان کو اپنے مہمانوں کا اچھی طرح خیال رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے، چاہے وہ ٹریفک کی ڈیوٹی ہے یا پارکنگ کی ڈیوٹی ہے یا کھانا کھلانے کی ڈیوٹی ہے یا ڈسپلن کی ڈیوٹی ہے یا گیٹ پر چیکنگ کی ڈیوٹی ہے یا ہائی جین اور صفائی کی ڈیوٹی ہے یا پانی سپلائی کی ڈیوٹی ہے کوئی بھی ڈیوٹی ہے کوشش کریں کہ حتی الوسع مہمان کی سہولت کا انتظام ہو اور اس کو کسی طرح تکلیف نہ پہنچے۔

سوال: حقیقی مومن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کیا فرماتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حقیقی مومن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ غصہ کو دبانے والے ہوتے ہیں اور زیادتی کرنے والے یا جن پر زیادتی ہو رہی ہو دونوں کو میں یہ کہتا ہوں کہ جلسہ کے ماحول کے تقدس کو سامنے رکھیں اور مہمان بھی صَرفِ نظر سے اور عفو سے اور درگزر سے کام لیں۔

سوال: مہمان کا دل کس طرح کا ہوتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ مہمان کا دل تو آئینہ کی طرح ہوتا ہے، جذباتی ہوتے ہیں۔ ان کا خیال رکھنا چاہیے۔ ذرا سی بات پر ہلکی سی ٹھوکر سے وہ شیشے کی طرح ٹوٹ جاتا ہے۔

سوال: حضور انور نے مہمانوں کو کیا نصیحت فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آپ لوگ ایک نیک مقصد کے لیے یہاں آئے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمان بن کر یہاں آئے ہیں۔ دنیاوی اعزاز اور دنیاوی خدمت کے بجائے ان اعلیٰ اخلاق میں مزید ترقی کرنے کو اپنے پیش نظر رکھیں جو ایک حقیقی مسلمان کا طرۂ امتیاز ہے اور جس کو حاصل کرنے کے لیے آپ لوگ یہاں آئے ہیں اور اسی مقصد کے لیے آنا چاہیے۔ پس آپ اپنے آپ کو کبھی دنیاوی مسافروں اور مہمانوں کے زُمرے میں لانے کی کوشش نہ کریں۔ اگر اس بات کو آپ سمجھ جائیں گے تو میزبانوں کی کمزوریوں اور کمیوں سے بھی آپ صَرف نظر کرتے رہیں گے ورنہ بعض دفعہ دیکھنے میں آتا ہے کہ شکوہ پیدا ہو جاتا ہے کہ فلاں جگہ کے لوگوں کا بہتر انتظام تھا۔ فلاں لوگوں کو زیادہ سہولت میسر کی گئی تھی۔ فلاں کے ساتھ بہتر سلوک ہوا۔ فلاں کے ساتھ کم سلوک ہوا۔ تو اس طرح پھر اس قسم کے شکوے پیدا نہیں ہوں گے۔ بعض دفعہ اندازے کی غلطی سے بعض کمزوریاں رہ جاتی ہیں تو ان کو نظر انداز کرنا چاہیے۔ اگر ہر ایک کے دل میں یہ خیال ہو، ہر آنے والے احمدی مسلمان کے دل میں یہ خیال ہو کہ ہمارا مقصد صرف اور صرف روحانی مائدہ حاصل کرنا ہے نہ کہ کسی بھی قسم کی دنیاوی سہولتوں کو حاصل کرنا ہے تو پھر دونوں میزبان اور مہمان محبت اور پیار سے یہ دن گزاریں گے۔

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں

اللہ کی خاطر کی گئی قربانیوں کو اللہ کا فضل سمجھ کر کریں نہ کہ یہ خیال ہو کہ ہم جماعت پر یا خدا تعالیٰ پر کوئی احسان کر رہے ہیں

قیامت کے دن حساب کتاب ختم ہونے تک انفاق فی سبیل اللہ کرنے والا اللہ کی راہ میں خرچ کیئے ہوئے اپنے مال کے سائے میں رہے گا

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 31 ؍مارچ 2006 بطرز سوال و جواب
بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: خطبہ کے شروع میں حضور انور نے کون سی آیت کی تلاوت فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: وَاَنۡفِقُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَلَا تُلۡقُوۡا بِاَیۡدِیۡکُمۡ اِلَی التَّہۡلُکَۃِ ۚۖۛ وَاَحۡسِنُوۡا ۚۛ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ (البقرہ: 196)

سوال: احباب جماعت کو مالی قربانی کی طرف کیوں توجہ دلائی جاتی ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے وقتاً فوقتاً جماعت کو مالی قربانیوں کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے تا کہ اگر کوئی سست ہو رہا ہے تو اس کو اس طرف توجہ پیدا ہو جائے اور جو نئے آنے والے ہیں اور نوجوان ہیں ان کو مالی قربانیوں کا احساس ہو جائے، اس کی اہمیت کا احساس پیدا ہو جائے کہ مالی قربانی بھی ایک انتہائی ضروری چیز ہے اور وہ اپنی اصلاح کے لئے اور اپنے نفس کو پاک کرنے کے لئے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے بن جائیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاَنۡفِقُوۡا خَیۡرًا لِّاَنۡفُسِکُمۡ (التغابن: 17) کہ اپنے مال اس کی راہ میں خرچ کرتے رہو یہ تمہاری جانوں کے لئے بہتر ہوگا۔

سوال: اللہ تعالیٰ نے مالی قربانی کرنے والوں کو کیا خوشخبری دی ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: قرآن کریم میں مالی قربانیوں کی طرف توجہ دلانے کے بارے میں بے شمار ارشادات ہیں اور یہ خوشخبری دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی راہ میں خرچ کرنے والوں کو پورا اجر دیتا ہے۔ اس دنیا میں بھی اجر ہے اور مرنے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہوں گے۔ اس لئے ہمیشہ اپنے مال کا بہترین ٹکڑا اس کی راہ میں خرچ کرو۔

سوال: صحابہ کس طرح مالی قربانی کیا کرتے تھے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: صحابہ نے قربانیاں دیں وہ قربانیاں اپنے اوپر تنگی وارد کر کے ہی دی گئی تھیں۔ ہر ایک نے اپنی اپنی استعداد کے مطابق اپنے اوپر تنگی وارد کی اور قربانیاں دیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی استعدادیں زیادہ تھیں انہوں نے اس کے مطابق قربانی دی، دوسرے ان کو اللہ تعالیٰ کے اپنے ساتھ اس سلوک کا بھی علم تھا، ان کو پتہ تھا کہ مَیں آج اپنے گھر کا سارا سامان بھی اللہ کی راہ میں قربان کر دوں گا تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنی دماغی صلاحیت دی ہے اور تجارت میں اتنا تجربہ ہے کہ اس سے زیادہ مال دوبارہ پیدا کر لوں گا اور توکل بھی تھا، یقین بھی تھا اور یقیناً اس میں اعلیٰ ایمانی حالت کا دخل بھی تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا جائزہ لیتے ہوئے گھر کا نصف مال پیش کر دیا اور اسی طرح باقی صحابہؓ نے اپنی استعدادوں کے مطابق قربانیاں کیں اور کرتے چلے گئے۔

سوال: ہمیں کس سوچ سے مالی قربانی کرنی چاہئے؟
جواب: حضور انور نے فرمایا: اللہ کی خاطر کی گئی قربانیوں کو اللہ کا فضل سمجھ کر کریں نہ کہ یہ خیال ہو کہ ہم جماعت پر یا خدا تعالیٰ پر کوئی احسان کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھ پر احسان کسی نے کیا کرنا ہے۔ مَیں تو ان قربانیوں کو جو تم کر رہے ہوتے ہو کئی گنا بڑھا کر تمہیں دیتا ہوں، تمہیں واپس لوٹا رہا ہوتا ہوں۔ پس یہ سودا تمہارے فائدے کے لئے ہے جیسا کہ فرماتا ہے {مَنۡ ذَا الَّذِیۡ یُقۡرِضُ اللّٰہَ قَرۡضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗۤ اَضۡعَافًا کَثِیۡرَۃً ؕ وَ اللّٰہُ یَقۡبِضُ وَ یَبۡصُۜطُ ۪ وَ اِلَیۡہِ تُرۡجَعُوۡنَ} (البقرۃ:246) کہ کون ہے جو اللہ کو قرضہ حسنہ دے تاکہ وہ اس کے لئے اس کو کئی گنا بڑھائے۔

سوال: کیا اللہ تعالیٰ کا قرض مانگنے سے کیا مراد ہے؟
جواب: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ جو قرض مانگتا ہے تو اس سے یہ مراد نہیں ہوتی ہے کہ معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ کو حاجت ہے اور وہ محتاج ہے۔ ایسا وہم کرنا بھی کفر ہے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جزا کے ساتھ واپس کروں گا۔ یہ ایک طریق ہے اللہ تعالیٰ جس سے فضل کرنا چاہتا ہے۔

سوال: جو مالی کشائش کے بعد دل میں کنجوسی محسوس کرتے ہیں ان کے متعلق حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟
جواب: حضور انور نے فرمایا: یاد رکھنا چاہئے کہ سب چندے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے کا ذریعہ ہیں۔ پس اگر اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنے مال کا سولہواں حصہ دے رہے ہیں تو یہ ان دینے والوں کے فائدہ کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ دوسری جگہ فرماتا ہے کہ میں تمہارے مالوں کو سات سو گنا یا اس سے بھی زیادہ بڑھا کر واپس دیتا ہوں۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کو جو اپنے مال کا اچھا ٹکڑا کاٹ کر دے رہے ہو یہ تمہارے اپنے ہی فائدے کے لئے ہے۔ اس میں ایک مومن کو یہ بھی ہدایت ہے، یہ بھی فرما دیا کہ مال ہمیشہ جائز ذریعے سے کماؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو اچھا مال تبھی پیش کر سکتے ہو جب جائز ذریعہ سے کمایا ہو۔ اللہ تعالیٰ کو ناجائز منافع سے کمایا ہوا مال بھی پسند نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کو سود سے کمایا ہوا مال بھی پسند نہیں ہے بلکہ سختی سے اس کی مناہی ہے۔ رشوت کا پیسہ بھی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی لینے والا ہے۔

سوال: آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں مالی قربانی کا معیار تھا؟
جواب: حضور انور نے فرمایا: آنحضرت ﷺ کے زمانے میں غریب اپنی طاقت کے لحاظ سے خرچ کرتا تھا اور امیر اپنی وسعت کے لحاظ سے خرچ کرتا تھا۔ غریب صحابہ بھی بے چین رہتے تھے کہ کاش ہمارے پاس بھی مال ہو تو ہم بھی خرچ کریں۔ جب جہاد کے لئے جانے کے لئے، باوجود ان کی خواہش کے، مالی تنگی اور سامان کی کمی کی وجہ سے ان کو پیچھے رہنا پڑتا تھا تو ان کی آنکھیں آنسو بہاتی تھیں اور ان کے دل بے چین ہوتے تھے۔ اور یہ اتنی سچی بے چینی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے جو دلوں کا حال جاننے والا ہے اس نے بھی یہ گواہی دی کہ یہ بے چین دل اور آنسو بہاتی آنکھیں بناوٹ نہیں تھیں بلکہ حقیقت میں ان کی یہ کیفیت ہوتی تھی۔

سوال: رسول کریم ﷺ نے اپنی نسبتی ہمشیرہ حضرت اسماءؓ بنت ابوبکر کو مالی قربانی کے متعلق کیا فرمایا؟
جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت نبی کریم ﷺ نے ایک دفعہ اپنی نسبتی ہمشیرہ حضرت اسماءؓ بنت ابوبکر کو نصیحت فرمائی کہ اللہ کی راہ میں گن گن کر خرچ نہ کیا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تم کو گن گن کر ہی دے گا۔ اپنی تھیلی کا منہ بند کر کے (یعنی کنجوسی سے) نہ بیٹھ جانا ورنہ پھر اس کا منہ بند ہی رکھا جائے گا۔ یعنی نہ تو پیسہ آئے گا اور نہ نکلنے کی نوبت آئے گی۔ جتنی طاقت ہو، استعداد ہو اتنا خرچ کرنا چاہئے۔

سوال: زکوٰۃ کی ادائیگی کے بارے میں حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟
جواب: حضور انور نے فرمایا: زکوٰۃ کی ادائیگی کے بارے میں بعض سوال ہوتے ہیں۔ یہ بنیادی حکم ہے۔ جن پر زکوٰۃ واجب ہے ان کو ضرور ادا کرنی چاہئے اور اس میں بھی کافی گنجائش ہے۔ بعض لوگوں کی رقمیں کئی کئی سال بنکوں میں پڑی رہتی ہیں اور ایک سال کے بعد بھی اگر رقم جمع ہے تو اس پہ بھی زکوٰۃ دینی چاہئے۔ پھر عورتوں کے زیورات ہیں ان پر زکوٰۃ دینی چاہئے۔ جو کم از کم شرح ہے اس کے مطابق ان زیورات پہ زکوٰۃ ہونی چاہئے۔ پھر بعض زمینداروں پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے ان کو اپنی زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے۔ تو یہ ایک بنیادی حکم ہے اس پر بہرحال توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

سوال: آنحضرت ﷺ نے کس طرح اپنے صحابہ کو مالی قربانیوں کی ترغیب دلائی؟
جواب: حضور انور نے فرمایا: پھر ایک روایت میں آتا ہے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن حساب کتاب ختم ہونے تک انفاق فی سبیل اللہ کرنے والا اللہ کی راہ میں خرچ کئے ہوئے اپنے مال کے سائے میں رہے گا۔

۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 25 مئی 2024ء بروز ہفتہ 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

مکرمہ قمر اسلام صاحبہ اہلیہ مکرم محمد صفدر صاحب (اپسم۔یوکے)

19 مئی 2024ء کو 72 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت چودھری رکن الدین صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پڑپوتی اور مکرم ڈاکٹر شیراز احمد باجوہ صاحب (شہید ملتان) کی خالہ تھیں۔ مرحومہ کو 10 سال تک فیروز والا ضلع گوجرانوالہ میں صدر لجنہ کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ مرحومہ نماز اور روزہ کی پابند، مہمان نواز، ملنسار اور خلافت کے ساتھ اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے والی ایک نیک بزرگ خاتون تھیں۔ پسماندگان میں 3 بیٹے اور 4 بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم محمد اکرام صاحب جماعت یوکے کے مرکز بیت الاحسان میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرمہ نصرت جہاں صاحبہ اہلیہ مکرم قاضی بشیر الدین صاحب (کینیڈا)

30 جنوری 2024ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ کے شوہر پر ننکانہ میں اپنے گھر کی دیوار پر کلمہ لکھنے کی وجہ سے تین سال مقدمہ چلتا رہا اور مخالفین کے حملہ میں دیگر احمدیوں کے ساتھ آپ کا گھر بھی جلایا گیا تھا۔ مرحومہ نے لجنہ میں مقامی سطح پر مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ آپ پنجوقتہ نمازوں اور تلاوت قرآن کریم کی پابند، تہجد گزار، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ ان کی اپنی اولاد نہیں تھی ایک بچی اور ایک بچہ اپنے عزیزوں سے گود لیا ہوا تھا۔

(2) مکرم بشیر احمد صاحب ابن مکرم غلام احمد صاحب (Wandsworth۔یوکے)

7 اپریل 2024ء کو 82 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ حضرت جمال دین صاحب رضی اللہ عنہ کے پوتے، حضرت حاجی گلاب دین صاحب رضی اللہ عنہ کے پڑپوتے اور حضرت مولوی جلال الدین صاحب رضی اللہ عنہ کے نواسے تھے۔ مرحوم 1968ء میں یوکے آئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے یوکے ہجرت کرنے پر آپ کو مسجد فضل میں ٹیلی فون پر ڈیوٹی دینے کے علاوہ خلافت خامسہ کے آغاز تک دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کے شعبہ ڈسپیچ میں رضاکارانہ خدمت کی توفیق ملی۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ۲ بیٹے اور ۳ بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کے نواسے عزیزم احسان احمد جامعہ احمدیہ یوکے میں اور دوسرے نواسے عزیزم طلحہ احمد جامعہ احمدیہ جرمنی میں زیر تعلیم ہیں۔

(3) مکرم ارشاد احمد امینی صاحب ابن مکرم ڈاکٹر ظفر علی امینی صاحب مرحوم (جرمنی)

20 فروری 2024ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت نور محمد امینی صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پڑپوتے تھے۔ مرحوم ربوہ میں شعبہ عمومی میں بڑے شوق اور بہادری کے ساتھ ڈیوٹی دیتے رہے۔ جولائی 1992ء میں پاکستان سے جرمنی آگئے تھے۔ وفات سے قبل اپنے حلقہ Leeheim میں بطور سیکرٹری مال خدمت بجالا رہے تھے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار، مہمان نواز، غریب پرور، اچھے اخلاق کے مالک ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ ایک سال قبل آپ کا اکلوتا بیٹا عزیزم فرہاد احمد اچانک حرکت قلب بند ہونے سے وفات پا گیا تھا۔ اس صدمہ کو آپ نے بڑے صبر اور حوصلہ سے برداشت کیا۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بھائی اور چار بہنیں شامل ہیں۔

(4) مکرم عبدالرحمٰن ناصر صاحب ابن مکرم فتح محمد صاحب (خانیوال)

18 فروری 2024ء کو 58 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحوم نے ضلعی سطح پر قاضی اور امین کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے، غریب پرور، خلافت کی ہر آواز پر لبیک کہنے والے ایک مخلص اور باوفا انسان تھے۔ بچوں کی تربیت بڑے اچھے رنگ میں کی۔ جماعتی پروگراموں میں باقاعدگی سے شامل ہوتے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے شامل ہیں۔

(5) مکرم باسل احمد صاحب ابن مکرم محمود احمد صاحب معلم وقف جدید (تھرپارکر سندھ)

20 اپریل 2024ء کو 24 سال کی عمر میں ڈیوٹی کے دوران حرکت قلب بند ہونے سے بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحوم کے خاندان میں احمدیت آپ کے دادا مکرم مولوی محمد صادق صاحب کے ذریعہ آئی۔ مرحوم عمر کوٹ سندھ سے ہی میٹرک کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد 24 ستمبر 2017ء کو مدرسۃ الظفر وقف جدید میں داخل ہوئے۔ ستمبر 2021ء میں مدرسۃ الظفر سے فارغ التحصیل ہوئے تو ضلع بہاولنگر میں آپ کی پہلی

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

وصــــایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کار پرداز قادیان)

مسل نمبر11868: میں مبارکہ بیگم زوجہ مکرم منصور احمد جینا صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 43 سال پیدائشی احمدی ساکن : کھاری باولی ضلع یادگیر صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 29 مئی 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک عدد چین ایک تولہ، نیکلس اور کان کی بالیاں ایک تولہ (تمام زیورات 22 کیریٹ) میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد ظفر اللہ گڈے الامۃ : مبارکہ بیگم گواہ : طارق احمد گلبرگی

مسل نمبر11869: میں زینت فردوس زوجہ مکرم عرفان احمد چنہ کھار صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 4 اپریل 1998 پیدائشی احمدی ساکن محلہ مسلم پورہ ضلع یادگیر صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 18 مئی 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: لچھا 12 گرام، کان کی بالیاں 3 گرام، کان کی بالیاں 2 گرام، دو عدد رنگ 3 گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ) میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد ابراہیم تیر گھر الامۃ : زینت فردوس گواہ : شعیب علی چنہ کھار

مسل نمبر11870: میں فردوس فاطمہ زوجہ مکرم بلال احمد گلبرگی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 32 سال پیدائشی احمدی ساکن shahpurpet ضلع یادگیر صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 27 مئی 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/25,000 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد کلیم خان الامۃ : فردوس فاطمہ گواہ : طارق احمد گلبرگی

مسل نمبر11871: میں غزالہ فرید بنت مکرم فرید احمد گلبرگی صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 19 اگست 2005 پیدائشی احمدی ساکن shahpurpet ضلع یادگیر صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 27 مئی 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : فرید احمد گلبرگی الامۃ : غزالہ فرید گواہ : طارق احمد گلبرگی

مسل نمبر 11872: میں مبشر احمد ڈنڈوتی ولد مکرم منصور احمد ڈنڈوتی صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 25 سال پیدائشی احمدی ساکن سہارا کالونی ضلع یادگیر صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 25 مئی 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/45,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد کلیم خان العبد : منشر احمد ڈنڈوتی گواہ : طارق احمد گلبرگی

مسل نمبر11873: میں سفیر احمد بیجاپوری ولد مکرم مبارک احمد بیجاپوری صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 18 سال پیدائشی احمدی ساکن Asar محلہ ضلع یادگیر صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 25 مئی 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/800 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : مبارک احمد بیجاپوری العبد : سفیر احمد بیجاپوری گواہ : طارق احمد گلبرگی

مسل نمبر11874: میں انیسہ احمد بنت مکرم مبارک احمد بیجاپوری صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 20 سال پیدائشی احمدی ساکن محلہ رائچوری ضلع یادگیر صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 25 مئی 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از خورونوش ماہوار -/3,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : مبارک احمد بیجاپوری الامۃ : انیسہ احمد گواہ : طارق احمد گلبرگی

مسل نمبر 11876: میں شیر یار عالم غوری ولد مکرم محمد اسد اللہ غوری صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ کاروبار عمر 30 سال پیدائشی احمدی ساکن شاہ پور پیٹ احمدیہ مسجد یادگیر صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 25 مئی 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از کاروبار ماہوار -/2,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد کلیم خان العبد : شیر یار عالم غوری گواہ : طارق احمد گلبرگی

مسل نمبر11877: میں ثانیہ بیگم زوجہ مکرم نعیم احمد تیر گھر صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 20 سال پیدائشی احمدی ساکن کالا چبوترا ضلع یادگیر صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 24 مئی 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ہار ایک تولہ 22 کیریٹ حق مہر -/70,000 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : نعیم احمد تیر گھر الامۃ : ثانیہ بیگم گواہ : طارق احمد گلبرگی

مسل نمبر11878: میں صالحہ ندرت بنت مکرم نعیم احمد سگری صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 17 نومبر 2000 پیدائشی احمدی ساکن محلہ رائچوری ضلع یادگیر صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 3 جون 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : کلیم احمد سگری الامۃ : صالحہ ندرت گواہ : طارق احمد

مسل نمبر 11879: میں مدثر احمد سگری ولد مکرم نعیم احمد سگری صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 20 سال پیدائشی احمدی ساکن محلہ رائچوری ضلع یادگیر صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 3 جون 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : کلیم احمد سگری العبد : مدثر احمد سگری گواہ : طارق احمد گلبرگی

مسل نمبر 11880: میں نعیم احمد تیر گھر ولد مکرم انوار احمد تیر گھر صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 28 سال پیدائشی احمدی ساکن کالا چبوترا ضلع یادگیر صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 1 جون 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/5,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت

تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد ابراہیم تیر گھر   العبد : نعیم احمد تیر گھر   گواہ : طارق احمد گلبر گی

مسل نمبر 11881: میں احمدی بیگم زوجہ مکرم عبد المجید توفیق صاحب اماپوری قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 34 سال پیدائشی احمدی ساکن نزد کلیان منڈپ ضلع یادگیر صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 29 مئی 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: بالیاں 4 گرام، منگل سوتر 5 گرام (22 کیریٹ) حق مہر -/11,000 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : عبد المجید توفیق اماپوری   الامۃ : احمدی بیگم   گواہ : طارق احمد گلبر گی

مسل نمبر 11882: میں مبرور احمد گلبر گی ولد مکرم رفیق احمد گلبر گی صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 20 سال پیدائشی احمدی ساکن شاہ پور پیٹ ضلع یادگیر صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 27 مئی 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد کلیم خان   العبد : مبرور احمد گلبر گی   گواہ : طارق احمد گلبر گی

مسل نمبر 11883: میں محمد سیف اللہ غوری ولد مکرم محمد اسد اللہ غوری صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ کاروبار عمر 32 سال پیدائشی احمدی ساکن شاہ پور پیٹ احمدیہ مسجد یادگیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 25 مئی 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/3,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد کلیم خان   العبد : محمد سیف اللہ غوری   گواہ : طارق احمد گلبر گی

مسل نمبر 11884: میں عظمت فردوس زوجہ مکرم محمد سیف اللہ غوری صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 24 سال پیدائشی احمدی ساکن شاہ پور پیٹ احمدیہ مسجد یادگیر صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 25 مئی 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: بالیاں، انگوٹھی وغیرہ کل آٹھ تولہ 22 کیریٹ حق مہر -/81,000 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد سیف اللہ غوری   الامۃ : عظمت فردوس   گواہ : طارق احمد گلبر گی

مسل نمبر 11885: میں صالحہ شبانہ زوجہ مکرم احمد زکی وکیل صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ پرائیویٹ ملازمت تاریخ پیدائش 2 نومبر 1982 پیدائشی احمدی ساکن شاہ پور پیٹ مسجد حسن یادگیر صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 25 مئی 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: دو عدد کان کی بالیں ایک تولہ، ایک لمبا ہار تین تولہ، 4 عدد انگوٹھیاں سڈیڑھ تولہ، ایک عدد گلے کا ہار دو تولہ، ہاتھ کی دو چوڑیاں 3 تولہ، ایک عدد گلے کی چین ایک تولہ، دو عدد لاکٹ ایک تولہ، ناک کے لونگ دو عدد تین گرام، ایک جوڑی کان کی بالی دو گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ) حق مہر -/51,000 روپے وصول شد۔ میرا گزارہ آمد از پرائیویٹ ملازمت ماہوار -/9,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد کلیم خان   الامۃ : صالحہ شبانہ   گواہ : طارق احمد گلبر گی

مسل نمبر 11886: میں عرفان احمد چنہ کھار ولد مکرم محمود حسین چنہ کھار صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ موٹر ویلڈنگ تاریخ پیدائش 10 اگست 1998 پیدائشی احمدی ساکن مسلم پورہ ضلع یادگیر صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1 اپریل 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/4,100 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد کلیم خان   العبد : عرفان احمد چنہ کھار   گواہ : طارق احمد گلبر گی

مسل نمبر 11887: میں خالدہ بیگم زوجہ مکرم تبریز احمد گلبر گی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 33 سال پیدائشی احمدی ساکن شاہپور پٹ ضلع یادگیر صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 27 مئی 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 3 تولہ 22 کیریٹ حق مہر -/25,100 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد کلیم خان   الامۃ : خالدہ بیگم   گواہ : طارق احمد گلبر گی

بقیہ سوال وجواب خطبہ جمعہ 26 جولائی از صفحہ نمبر 12

سوال: جو للّٰہی سفر اختیار کرنے والے ہوتے ہیں ان کی توجہ کس طرف ہوتی ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جو للّٰہی سفر اختیار کرنے والے ہوتے ہیں اُن کو اِن دنیاوی ضروریات اور آراموں کی طرف بہت کم توجہ ہوتی ہے اور یہی ان کا بنیادی مقصد ہوتا ہے کہ یہاں رہ کر زیادہ سے زیادہ روحانی مائدے سے فائدہ اٹھائیں۔

سوال: اگر وسعت حوصلہ پیدا ہو جائے تو کیا ہوگا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اگر وسعتِ حوصلہ پیدا ہو جائے تو تمام بدمزگیاں اور جھگڑے ختم ہو جائیں۔

سوال: مہمان اور ڈیوٹی دینے والوں کا کیا فرض ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: مہمانوں اور ڈیوٹی دینے والوں، کا فرض ہے کہ وسعتِ حوصلہ دکھائیں۔ چیکنگ کرنے والوں کو بھی خیال رکھنا چاہیے کہ آنے والے مہمانوں کے لیے جس حد تک سہولت مہیا کر سکتے ہیں وہ مہیا کرنے کی کوشش کریں اور اس کے لیے اگر انتظامیہ کو زیادہ کارکن بھی لگانے پڑیں تو لگانے چاہئیں خاص طور پر رش کے وقتوں میں۔

سوال: سب سے بڑھ کر ہماری سکیورٹی کیا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: سب سے بڑھ کر سکیورٹی ہماری یہی ہے کہ اپنے دائیں بائیں نظر رکھیں اور کوشش کریں کہ ہر ایک دوسرے کو دیکھ رہا ہے۔ یہ سب سے بڑی سکیورٹی ہوتی ہے۔ اگر یہ ہو جائے تو پھر کسی مخالف کو، دشمن کو کسی بھی قسم کا شر پھیلانے کا موقع نہیں ملتا۔

سوال: ہمارے پاس سب سے بڑا ہتھیار کیا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: سب سے بڑا ہتھیار ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی پناہ ہے اور اس پناہ کو حاصل کرنے کے لیے دعاؤں اور ذکرِ الٰہی کی طرف ہمیں زور دینا چاہیے۔ اس طرف خاص طور پر ان تین دنوں میں زور دیں۔

......☆......☆......☆......

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
'الیس اللہ بکافٍ عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

طالب دعا: شیخ سلطان احمد
ایسٹ گوداوری
(آندھرا پردیس)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

نور دِکھلا کے تِرا سب کو کیا ملزم وخوار ✿ سب کا دل آتش سوزاں میں جلایا ہم نے
نقشِ ہستی تری اُلفت سے مٹایا ہم نے ✿ اپنا ہر ذرّہ تِری راہ میں اُڑایا ہم نے

طالب دعا : محمد نور اللہ شریف صاحب مرحوم وافراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57
ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly **BADAR** Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA
Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 73 Thursday 05 - September - 2024 Issue. 36

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول دیکھ رہا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد اس کے راستے کا سب سے بڑا پتھر ابوبکرؓ ہیں

واقعہ افک کے اسباب و وجوہات اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 30/ اگست 2024ء بمقام مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جرمنی جلسہ سے پہلے خطبہ میں حضرت عائشہ کے واقعہ افک کا بھی ذکر تھا۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب سیرت خاتم النّبیین میں واقعہ افک بخاری کی روایت کی روشنی میں بیان کرتے ہیں کہ

یہ روایت ساری روایتوں سے مفصل اور مربوط ہے اور صحت کے لحاظ سے بھی یہ روایت ایسے اعلیٰ ترین مقام پر واقع ہوئی ہے جس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں سمجھی جا سکتی۔ اب غور کا مقام ہے کہ یہ کس قدر خطرناک فتنہ تھا جو منافقین کی طرف سے کھڑا کیا گیا۔ اس میں صرف ایک پاک دامن اور نہایت درجہ متقی اور پرہیزگار عورت کی عصمت پر ہی حملہ کرنا مقصود نہ تھا بلکہ بڑی غرض بالواسطہ مقدس بانی اسلام کی عزت کو برباد کرنا اور اسلامی سوسائٹی پر ایک خطرناک زلزلہ وارد کرنا تھا۔ اور منافقین نے اس گندے اور کمینے پراپیگنڈا کو اس طرح پر چرچا دیا تھا کہ بعض سادہ لوح مگر سچے مسلمان بھی ان کے دام تزویر میں الجھ کر ٹھوکر کھا گئے۔ ان لوگوں میں حسان بن ثابت شاعر اور حمنہ بنت جحش ہمشیرہ زینب بنت جحش اور مسطح بن اثاثہ کا نام خاص طور پر مذکور ہے۔ مگر حضرت عائشہ کا یہ کمال اخلاق ہے کہ انہوں نے ان سب کو معاف کر دیا اور ان کی طرف سے اپنے دل میں کوئی رنجش نہیں رکھی۔ چنانچہ روایت آتی ہے کہ اس کے بعد جب کبھی حسان بن ثابت حضرت عائشہ سے ملنے آتے تھے تو وہ بڑی کشادہ پیشانی سے ان سے ملتی تھیں۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں اس بات کو نہیں بھول سکتی کہ حسان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید میں اور کفار کے خلاف شعر کہا کرتا تھا۔

سر ولیم میور نے اس واقعہ کے بیان کرنے میں بہت ساری فاش غلطیاں کیں لیکن اس قدر غنیمت ہے کہ اصل اتہام کے متعلق میور صاحب نے حضرت عائشہ کی معصومیت کا اعتراف کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ

عائشہ کی قبل اور بعد کی زندگی بتاتی ہے کہ وہ اتہام سے بری تھیں۔ عقلی اور نقلی طور پر یہ اتہام بالکل غلط اور جھوٹ قرار پاتا ہے کیونکہ سوائے اس سراسر اتفاقی واقعہ کے کہ حضرت عائشہ لشکر اسلامی کے پیچھے رہ گئی تھیں اور پھر صفوان کے ساتھ بعد میں پہنچیں اتہام لگانے والوں کے ہاتھ میں قطعاً کوئی بات نہیں تھی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عائشہ پر الزام لگانے کے سبب کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ:

ہمیں دیکھنا چاہئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر جو الزام لگایا گیا تھا اس کی اصل غرض کیا تھی۔ وہ کون کون لوگ تھے جن کو بدنام کرنا منافقوں کے لئے ان کے سرداروں کے لئے فائدہ بخش ہوسکتا تھا اور کن کن لوگوں سے اس ذریعہ سے منافق اپنی دشمنی نکال سکتے تھے۔ ایک ادنیٰ غور سے بھی معلوم ہوسکتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر الزام لگا کر دو شخصوں سے دشمنی نکالی جا سکتی تھی۔ ایک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ایک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کیونکہ ایک کی وہ بیوی تھیں اور ایک کی بیٹی تھیں۔ یہ دونوں وجود ایسے تھے کہ ان کی بدنامی سیاسی لحاظ سے بعض لوگوں کے لئے فائدہ بخش ہوسکتی تھی۔

پس آپ پر الزام یا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض کی وجہ سے لگایا گیا یا پھر حضرت ابوبکر صدیق سے بغض کی وجہ سے ایسا کیا گیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو مقام حاصل تھا وہ تو الزام لگانے والے کسی طرح چھین نہیں سکتے تھے۔ انہیں جس بات کا خطرہ تھا وہ یہ تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی وہ اپنی اغراض کو پورا کرنے سے محروم نہ رہ جائیں۔ وہ دیکھ رہے تھے کہ آپ کے بعد خلیفہ ہونے کا اگر کوئی شخص اہل ہے تو وہ ابوبکر ہی ہے۔ پس اس خطرہ کو بھانپتے ہوئے انہوں نے حضرت عائشہ پر الزام لگا دیا تا حضرت عائشہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ سے گر جائیں اور ان کے گر جانے کی وجہ سے حضرت ابوبکر کو مسلمانوں میں جو مقام حاصل ہے وہ بھی جاتا رہے اور مسلمان آپ سے بدظن ہو کر اس عقیدت کو ترک کر دیں جو انہیں آپ سے تھی۔ اور اس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر کے خلیفہ ہونے کا دروازہ بالکل بند ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت عائشہ پر الزام لگنے کے واقعہ کے بعد خلافت کا بھی ذکر کیا ہے۔

حدیثوں میں صریح طور پر آتا ہے کہ صحابہ آپس میں باتیں کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کسی کا مقام ہے تو وہ ابوبکر کا ہی مقام ہے اور وہی آپ کا خلیفہ بننے کے اہل ہیں۔ طبعاً منافقوں کے دلوں میں یہ سوال پیدا ہونے لگا کہ آپ کے بعد کوئی خلیفہ ہو کر نظام اسلامی لمبا نہ ہو جائے اور ہم ہمیشہ کے لئے تباہ نہ ہو جائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے سے قبل اوس اور خزرج نے آپس میں صلح کر لی تھی اور فیصلہ ہوا تھا کہ عبداللہ بن ابی ابن سلول کو مدینہ کا بادشاہ بنا دیا جائے۔ اس فیصلہ کے بعد انہوں نے تیاری بھی شروع کر دی اور عبداللہ بن ابی ابن سلول کے لئے تاج بننے کا حکم بھی دے دیا گیا لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کر کے مدینہ آ جانے سے عبداللہ بن ابی ابن سلول کے لئے جو تاج تیار کروایا جا رہا تھا وہ دھرے کا دھرا رہ گیا کیونکہ جب انہیں یعنی مدینہ والوں کو دونوں جہانوں کا بادشاہ مل گیا تو انہیں کسی اور بادشاہ کی کیا ضرورت تھی۔

عبداللہ بن ابی ابن سلول نے جب یہ دیکھا کہ اس کی بادشاہت کے تمام امکانات جاتے رہے ہیں تو اسے سخت غصہ آیا اور گو وہ بظاہر مسلمانوں میں مل گیا مگر ہمیشہ اسلام میں رخنے ڈالتا رہتا تھا اور چونکہ اب وہ اور کچھ نہیں کر سکتا تھا اس لئے اس کے دل میں اگر کوئی خواہش پیدا ہو سکتی تھی تو یہی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوں تو میں مدینہ کا بادشاہ بنوں لیکن عبداللہ بن ابی ابن سلول نے جب یہ حالت دیکھی تو اسے خوف پیدا ہونے لگا کہ اب اسلام کی حکومت ایسے رنگ میں قائم ہو گی کہ اس میں اس کا کوئی حصہ نہ ہو گا وہ ان حالات کو روکنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس کیلئے جب اس نے غور کیا تو اسے نظر آیا کہ اگر اسلامی حکومت کو اسلامی اصول پر کوئی شخص قائم کر سکتا ہے تو وہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسلمانوں کی نظر انہیں کی طرف اٹھتی ہے اور وہ اسے تمام لوگوں سے معزز سمجھتے ہیں۔ پس اس نے اپنی خیر اِسی میں دیکھی کہ ان کو بدنام کر دیا جائے اور لوگوں کی نظروں سے گرا دیا جائے بلکہ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ سے بھی آپ کو گرا دیا جائے اور اس بدنیتی کے پورا کرنے کا موقع اسے حضرت عائشہ کے ایک جنگ میں پیچھے رہ جانے کے واقعہ سے مل گیا اور اس خبیث نے آپ پر ایک نہایت گندہ الزام لگا دیا جو قرآن کریم میں تو اشارۃً بیان کیا گیا ہے لیکن حدیثوں میں اس کی تفصیل آتی ہے۔ عبداللہ بن ابی بن سلول کی اِس سے یہ غرض تھی کہ اس طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان لوگوں کی نظروں میں بھی ذلیل ہو جائیں گے اور آپ کے تعلقات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی خراب ہو جائیں گے اور اس نظام کے قائم ہونے میں رخنہ پڑ جائے گا جس کا قائم ہونا اسے یقینی نظر آتا تھا اور جس کے قائم ہونے سے اس کی امیدیں برباد ہو جاتی تھیں۔ کیونکہ منافق اپنی موت کو ہمیشہ دور سمجھتا ہے اور وہ دوسروں کی موت کے متعلق اندازے لگاتا رہتا ہے اس لئے عبداللہ بن ابی ابن سلول بھی اپنی موت کو دور سمجھتا تھا اور وہ نہیں جانتا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی وہ ایڑھیاں رگڑ رگڑ کر مرے گا۔ وہ یہ قیاس آرائیاں کرتا رہتا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوں گے تو میں عرب کا بادشاہ بنوں گا لیکن اب اس نے دیکھا کہ ابوبکر کی نیکی اور تقویٰ اور بڑائی مسلمانوں میں تسلیم کی جاتی ہے جبکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھانے تشریف نہیں لاتے تو ابوبکر آپ کی جگہ نماز پڑھاتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی فتویٰ پوچھنے کا موقع نہیں ملتا تو مسلمان ابوبکر سے فتوی پوچھتے ہیں۔ یہ دیکھ کر عبداللہ بن ابی ابن سلول کو جو آئندہ کی بادشاہت ملنے کی امید لگائے بیٹھا تھا سخت فکر ہوئی اور اس نے چاہا کہ اِس کا ازالہ کرے۔ چنانچہ اِسی امر کا ازالہ کرنے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شہرت اور آپ کی عظمت کو مسلمانوں کی نگاہوں سے گرانے کیلئے اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر الزام لگا دیا تا حضرت عائشہ پر الزام لگنے کی وجہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ سے نفرت پیدا ہو اور حضرت عائشہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نفرت کا یہ نتیجہ نکلے کہ حضرت ابوبکر کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی نگاہوں میں جو اعزاز حاصل ہے وہ کم ہو جائے اور ان کے آئندہ خلیفہ بننے کا کوئی امکان نہ رہے۔

حضور انور نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سرداران اوس وخزرج کے درمیان صلح کروانے کا ذکر بھی ملتا ہے۔ ان کی آپس میں رنجشیں ہو گئی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز حضرت سعد بن معاذ کا ہاتھ پکڑا اور چند صحابہ کے ساتھ انہیں لے کر نکلے اور حضرت سعد بن عبادہ کے پاس پہنچے۔ وہاں تھوڑی دیر باتیں کیں۔ حضرت سعد بن عبادہ نے کھانا پیش کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد بن معاذ اور دیگر صحابہ نے اس میں سے کھایا۔ پھر آپ تشریف لے گئے۔ اس کے چند دن بعد پھر آپ نے حضرت سعد بن عبادہ کا ہاتھ پکڑا اور چند صحابہ کو ساتھ لے کر حضرت سعد بن معاذ کے گھر گئے۔ حضرت سعد بن معاذ نے کھانا پیش کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد بن عبادہ اور دیگر صحابہ نے کھایا پھر آپ واپس تشریف لے گئے۔ ایسا آپ نے اس لئے کیا تا کہ ان کے دلوں کی کدورت ختم ہو جائے۔

خطبہ کے آخر میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امام محمد بیلو صاحب آف سوڈان کا ذکر خیر فرمایا اور نماز جمعہ کے بعد ان کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

☆......☆......☆

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad